SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, March 1, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at four of the clock in the evening, with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝١٠
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝١١

[ترجمہ : مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے۔ وہ یہ کہ خدا پر اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو، اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ وما علینا الا البلاغ.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جزاک اللہ، جی۔۔۔۔۔

جناب منظور احمد گچکی : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کل مساوات کے دفتر پر حملہ ہوا تھا اور اس کا پورا آفس ٹوٹ پھوٹ گیا ہے اور اس سلسلے میں آپ کی توجہ مبذول کرائی ہے اور وزیر داخلہ بیٹھے ہیں اس سلسلے میں شاید وہ بتا سکیں کچھ۔

LEAVE OF ABSENCE

میڈم ڈپٹی چیئرمین : پہلے یہ leave applications کر لوں بعد میں آپ یہ کر لیں۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, March 1, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at four of the clock in the evening, with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝١٠
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝١١

[ترجمہ : مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے۔ وہ یہ کہ خدا پر اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو، اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ وما علینا الا البلاغ.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جزاک اللہ، جی۔۔۔۔۔

جناب منظور احمد گچکی : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کل مساوات کے دفتر پر حملہ ہوا تھا اور اس کا پورا آفس ٹوٹ پھوٹ گیا ہے اور اس سلسلے میں آپ کی توجہ مبذول کرائی ہے اور وزیر داخلہ بیٹھے ہیں اس سلسلے میں شاید وہ بتا سکیں کچھ۔

LEAVE OF ABSENCE

میڈم ڈپٹی چیئرمین : پہلے یہ leave applications کر لوں بعد میں آپ یہ کر لیں۔

سید مزمل شاہ ناسازی طبع کی بنا پر مورخہ ۱۱ تا ۱۶ر فروری ' اجلاس میں شرکت نہ کر سکے' لہٰذا ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : سید تسنیم نواز گردیزی وزیر برائے صحت نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیات کی وجہ سے مورخہ یکم اور دو مارچ کو سینٹ میں حاضر نہیں ہو سکیں گے۔

میر ہزار خان بجارانی وزیر برائے دفاعی پیداوار نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہیں اسلئے ایوان میں یکم تا ۱۲ر مارچ حاضر نہیں ہو سکیں گے۔

جناب محمد صدیق کانجو وزیر مملکت برائے خارجہ امور نے اطلاع دی ہے کہ سرکاری کام کی وجہ سے وہ اسلام آباد سے باہر ہیں اسلئے وہ یکم تا ۸ر مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

شیخ رشید احمد وزیر برائے صنعت و ثقافت نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری کام سے کراچی میں ہیں اس لئے مورخہ یکم مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ آپ تو آگے ہیں۔ جی۔

جناب غلام مرتضیٰ جتوئی وزیر مواصلات نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیات کی وجہ سے کراچی میں ہیں اس لئے آج مورخہ یکم مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب عبدالستار لالیکا وزیر برائے اطلاعات و نشریات نے اطلاع دی ہے کہ وہ لاہور میں ہیں اس لئے وہ آج یکم مارچ کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

آئٹم نمبر ابی۔ پریولج موشن۔۔۔۔

POINTS OF ORDER; *RE*: FREEDOM OF PRESS

سید اقبال حیدر : پوائنٹ آف آرڈر محترمہ! ایک دفعہ پھر صحافت کے اوپر بدترین دہشت گردی کا مظاہرہ کراچی میں کیا گیا ہے کراچی میں مساوات اخبار کے دفتر پر حملہ کیا گیا کیونکہ یہ آج ہی کے اخبار میں چھپا ہے محترمہ! یہ ایک دن کی بات نہیں ہے۔۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب اقبال حیدر صاحب ابھی گچکی صاحب نے اس پوائنٹ کو اٹھایا ہوا ہے آپ تشریف رکھیں اس کو proper طریقے سے اٹھالیا جائے گا۔

سید اقبال حیدر : لیکن آج اٹھالیا جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ بعد میں اگر سانپ گزر جائے تو پھر لاٹھی پیٹنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔

(مداخلت)

سید فصیح اقبال : پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ! یہ جیسے اقبال حیدر صاحب نے کہا ہے اس مسئلے کو میرا خیال ہے اگر وزیر موصوف ہوں تو آج ہی dispose کر دیں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی۔ وزیر صاحب تشریف لائیں گے تو دیکھیں گے، آپ تشریف رکھیں، جی میر سہراب خان کھوسہ صاحب پریولج موشن نمبر ۲۶۔

PRIVILEGE MOTIONS; *RE*: BAN ON EMPLOYMENT IN WAPDA

میر سہراب خان کھوسہ : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ درج ذیل معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ وزیر پانی و بجلی نے مورخہ ۴ر نومبر ۱۹۹۱ء کو میرے سوال نمبر ۲ پر ضمنی سوال جواب دیتے ہوئے یقین دہانی کرائی تھی کہ بھرتی پر عائد پابندی کے باوجود واپڈا میں اسٹنٹ انجینئر کے بھرتی پر چیئرمین واپڈا اور متعلقہ افسروں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ وزیر موصوف کی یقین دہانی کے باوجود آج تک اس معاملے میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی وزیر موصوف کی اس وعدہ خلافی سے میرا اور ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وزیر پانی و بجلی کیا آپ oppose کر رہے ہیں۔

جام محمد یوسف : جی ہاں۔ میں فی الحال oppose کر رہا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب میر سہراب خان کھوسہ صاحب۔ آپ detail بیان کریں کہ یہ کیسے پریولج بنتا ہے؟۔۔۔ جی۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب وزیر موصوف نے کہا کہ میں اسے فی الحال oppose کر رہا ہوں تو یہ فی الحال کا کیا مطلب ہے clear کریں؟

جام محمد یوسف : جی۔ میں ٹیکنکل oppose کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ٹھیک ہے جی۔ ٹیکنیکلی oppose کر رہے ہیں جی۔ میر سہراب خان صاحب۔

میر سہراب خان کھوسہ : محترمہ ! یہ جو بھرتیوں پہ پابندی لگی ہوئی تھی ہمارا تو یہ کہنا تھا کہ بھرتیوں پر پابندی نہیں ہونی چاہئے لیکن اس کے باوجود کیبنٹ میں فیصلہ ہوا کہ نہیں، بھرتی نہیں کی جائے گی۔ واپڈا میں تین سو چالیس اسسٹنٹ انجینئرز بھرتی کئے گئے اور میں نے وزیر موصوف سے سوال کیا اور انہوں نے خود یہاں جواب دیا کہ یہ رول کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور ان افسروں کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور جو کچھ انہوں نے کہا وہ ٹائپ ہو کر اب چھپ چکے ہیں اور آپ اندازہ کریں کہ وہ جو تین سو چالیس اسسٹنٹ انجینئرز بھرتی کئے گئے ہیں انکی جانچ پڑتال ہو گی اور یہ جو تاثر دیا گیا کہ واپڈا کے چیئرمین اس وقت چھٹی پر چلے گئے اور دوسرے officers کے لئے بھی انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔ اور کیا آج تک انہوں نے کارروائی کی اور ہمیں انہوں نے یا ایوان کو انہوں نے بتایا؟ تو اس سے یہ ظاہر ہوا کہ میرا یہ پریولج بنتا ہے اسکے علاوہ یہ وزیر صاحب کے لئے بھی اچھا ہے کیونکہ مُسوس تو یہی ہو رہا ہے کہ یہ بیوروکریٹس ہمارے وزیروں کا کہا مانتے ہی نہیں اور یہ صرف ہمیں یہاں oppose oppose کرتے رہیں گے تو ان کی بھی کوئی عزت نہیں ہو گی بہتر یہ ہے کہ جام صاحب اسے قبول کریں اور یہ پریولج کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ آئندہ بیوروکریٹس ہمارا کچھ نہ کچھ کہا تو مانیں۔

سید اقبال حیدر : جناب انکوائری کی جائے ان کو شکایت ہے اور جائز ہے؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی جام یوسف صاحب۔

جام محمد یوسف : محترمہ! یہ میں نے وضاحت میں کہا تھا کہ یہ حکومت کے اس criterion میں نہیں آتا کہ واپڈا ایکٹ اس پہ لاگو ہو کیونکہ it is a Corporation اور وہ اپنی ضروریات کے مطابق انجینئرز لیتے ہیں جب یہاں پارلیمنٹ کے معزز ممبروں نے زور دیا تو ہم نے کہا کہ اس پر ایک انکوائری ٹیم بٹھائیں گے تو ہم آج بھی تیار ہیں اس پر انکوائری ٹیم بٹھانے کے لئے، کہ آیا یہ رول کے تحت خلاف ورزی ہوئی ہے یا نہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ نے یہ انکوائری ٹیم already بنادی ہوئی ہے؟

جام محمد یوسف : جی ہاں۔ یہ ہم اس میں ممبرز رکھنا چاہتے تھے پہلے بھی دو تین requirements ہمارے سامنے آئے تھے جس طرح کہ انسولیٹر اور دوسروں کے لئے، اسی طرح ہم تیار ہیں اور کوئی ایسی جھجھک نہیں ہے کہ ہم یہاں کہہ رہے ہیں کہ بیوروکریسی ہم پر حاوی ہے یہ میں وضاحت سے کہتا چلوں کہ نہ ہم بیوروکریٹس کے اشاروں پہ چلتے ہیں بلکہ ہم اپنے جو احکامات جاری کریں گے وہ ان کو ماننا پڑے گا، جی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب میر سراب خان کھوسہ صاحب آپ کے ساتھ وزیر صاحب نے detail کے ساتھ بات کی اور اس بات کے لئے تیار ہیں کہ ایک کمیٹی اس کی انکوائری کرے گی تو میرا خیال ہے کہ یہ پریوج نہیں بنتا ہے۔

میر سراب خان : نہیں محترمہ! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ۔۔۔۔۔

سید اقبال حیدر : محترمہ! میری تجویز یہ ہے کہ ایک کمیٹی سینٹ کی بنی ہوئی ہے جو کہ واپڈا کے معاملات کی تحقیقات کر رہی ہے اگر وزیر موصوف کو کوئی اعتراض نہ ہو اور میرے محترم دوست کو..... ' تو انکی جو شکایت ہے تو یہ کمیٹی اسکی بھی تحقیق کرے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب اقبال حیدر صاحب یہی میں کہہ رہی ہوں کہ وزیر صاحب نے کہا ہے کہ کمیٹی اس پہ already ہم نے بنادی ہے تو وہ انکوائری کے لئے تیار ہیں لہٰذا میر سراب خان کھوسہ صاحب! اب اسکے باوجود یہ پریوج نہیں بنے گا تو۔۔۔

میر سراب خان : میری سنیں ناں گزارش ایک یہ کہ کابینہ میں فیصلہ ہوا کہ کوئی بھرتی نہیں کی جائے گی تو۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وہ آپ کو بتا رہے ہیں کہ ایک کمیٹی انکوائری کے لئے بن گئی ہے وہ انکوائری کرے گی اس کے بعد جو بھی بات ہو گی آپ اسے پھر اٹھا سکتے ہیں۔ وہ آپ کو یہ یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ وہ ہمارے واپڈا ایکٹ میں نہیں ہے۔ اور ایسے نہیں ہے۔ اور جب انکوائری کے بعد آپ کے پاس رپورٹ آئے گی تو پھر آپ اسے اٹھا سکتے ہیں۔

میر سراب خان کھوسہ : وزیر اعظم صاحب چیئرمین کی تقرری فرماتے ہیں۔ ان کے آرڈر آئے ہیں کہ کوئی بھرتی نہیں کی جائے گی۔ لیکن اس کے باوجود۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وہ دوسرا مسئلہ ہے۔ آپ اس کی انکوائری کی بات کر رہے ہیں انکوائری کے بعد آپ اسے اٹھائیں۔ سراب خان کھوسہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔

(The motion is rejected)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب فصیح اقبال صاحب۔

POINT OF ORDER

سید فصیح اقبال : جناب آپ نے موشن ہی reject کر دی ہے۔ بات یہ ہے کہ جو انکوائری کمیٹی ہے۔۔۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اب تو reject ہو گئی ہے۔

سید فصیح اقبال : میں اس پر ایک اور چیز۔ جو کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ اس سے متعلق نہیں ہے۔ وہ insulators پر ہے۔ جس پر اقبال حیدر صاحب نے تحریک التواء دی تھی جہاں تک واپڈا میں بھرتی کا تعلق ہے۔ اس میں بلوچستان کا مسئلہ شامل تھا۔ کیونکہ انجینئرز کی بھرتی تھی۔ لہٰذا ان کا فرض ہے بحیثیت بلوچستان کے نمائندے کے۔ اس سلسلے میں ایوان کو یہ بتائیں۔ چونکہ میں خود محرک نہیں ہوں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کی انکوائری کمیٹی علیحدہ بنائیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : پھر آپ ایک موشن تیار کر لیں جو آپ کہہ رہے ہیں مختلف ہے۔ تو یہ آپ بنا دیں۔ اور اسے پیش کر دیں پھر اس پر علیحدہ بحث ہو جائے گی جو آپ کہہ رہے ہیں۔

جناب تحریک التواء نمبر ۴۱۔ جام یوسف صاحب۔

جام محمد یوسف : میں جلد ہی آپ کی خدمت میں یہ کمیٹی فارم کر کے عرض کروں گا لیکن جس طرح کہ معزز فصیح اقبال صاحب نے فرمایا کہ بلوچستان سے ہوتے ہوئے بلوچستان کے کوٹہ کو مدنظر نہیں رکھا میں انہیں یہ وضاحت سے کہنا چاہتا ہوں کہ جتنے انجینئرز کارپوریشن میں لئے گئے ہیں۔ وہ کوٹہ کی بنیاد پر نہیں لئے گئے بلکہ قابلیت کے تحت لوگوں کو لیا گیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : فصیح صاحب۔ میں نے آپ کو کہا ہے کہ آپ دوسرا ایڈجرنمنٹ موشن پیش کریں۔ اسے میں support کروں گی۔ جناب سہراب خان کھوسہ صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

میر سہراب خان کھوسہ : جناب۔ اگر معیار قابلیت ہے تو پھر ہم سب سے پیچھے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ پیش کریں۔ آپ اسے اس طرح پیش کریں جیسے میں نے فصیح صاحب سے کہا ہے۔ اس پر آپ تفصیل سے بات کر لیں۔ جناب تحریک التواء ۴۱۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب جی۔

پروفیسر خورشید احمد : محترمہ چیئرمین صاحبہ! میرا ایک موشن نمبر ۳۳ بھی ہے جو pending ہے کیا اسے خاص وجہ سے آج نہیں رکھا گیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وہ آج تو نہیں ہے۔ آپ کا ۵۴ رکھا گیا ہے۔ دو ہیں آپ کے آپ ۴۱ پڑھیں۔

ADJOURNMENT MOTIONS

پروفیسر خورشید احمد

(i) *RE:* THE PROMOTION OF OFFICERS OF THE UBL

I seek the leave of the House to move the following adjournment motion:

> "The affected officers of the United Bank Limited have reported that senior, qualified officers having meritorious service are being neglected for promotion and being superseded by giving promotion to juniors on personal recommendations and the same is done for selection for overseas inspection. Since this is a matter of serious nature, I beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss this issue before further promotions are made in the bank concerned."

Madam Deputy Chairman: Ch. Amir Hussain, Minister for Parliamentary Affairs.

میں اسے اپوز کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ oppose کرتے ہیں جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے یہ سینٹ اور قومی اسمبلی کے ارکان کو متعلقہ افراد نے تار اور petitions کے ذریعے متوجہ کیا۔ میں نے کوشش کی کہ فوری طور پر اس کا نوٹس لوں متعلقہ وزارت کو بھی بھیجا اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ موشن بھی یہاں لے آیا مسئلہ یہ ہے کہ ایک ایسا بنک جو قومی تحویل میں ہے اور جسے مرکزی حکومت کی وزارت خزانہ کنٹرول کر رہی ہے اگر اس بنک میں سینئر افیسر کے تبادلے promotion ملک سے باہر بھیجنا یہ کسی criterion کو نظر انداز کر کے کیا جا رہا ہے اور جونیئر آفیسر یا وہ افراد جو اس سے متاثر ہو رہے ہیں فطری طور پر ان پر اس کے برے اثرات رونما ہو رہے ہیں اور خاص طور پر اس دور میں جب حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ ہم merit کی پالیسی ہر جگہ لانا چاہتے ہیں تو یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر سینکڑوں افراد banking کے سینئر افراد متاثر ہو رہے ہیں۔ جس سے ملک کی declared پالیسی violate ہو رہی ہے۔ جس کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے۔ جو ایک فوری

واقعہ ہے اور جیسے ہی ہمارے نوٹس میں لایا گیا ہے ہم نے اس کا نوٹس لیا ہے اور حکومت کو متوجہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک technical issues ہیں۔ ان سب اعتبار سے تو یہ ایک relevant مسئلہ ہے اور میری نگاہ میں قومی اہمیت کے مسئلہ کے لئے کہیں آگ لگے اور کچھ لوگ مارے جاہیں۔ بلکہ جہاں نا انصافی ہو اور ایسے قومی اداروں میں نا انصافی جس کی بناء پر بد دلی بھی پھیلتی ہے اور corruption بھی پروان چڑھتی ہے تو وہ ایک قومی اہمیت کا مسئلہ ہے۔ اور اس بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں اس پر بحث ہونی چاہئے۔ شکریہ۔

چوہدری امیر حسین: چیئرمین صاحبہ یہ معاملہ تحریک التواء کو تو نہیں بنتا۔ میں رول ۷۵ کی طرف جناب کی توجہ دلاوں گا۔ اس کی clause (c)

"It shall be restricted to a matter of recent occurrence of which a notice has been given at the earliest opportunity";

(b) "it shall relate substantially to one definite issue";

آگے ہے "جی"

"it shall not contain arguments, inferences, ironical expressions or defamatory statements";

(1) "it shall not relate to a matter pending before any court or....";

اور اس میں یہ ہے کہ

(j) "It shall not deal with a hypothetical case;

اس میں فاضل ممبر نے جو فرمایا ہے وہ کسی ایک ایشو کا نہیں ہے وہ کہتے ہیں عموماً جو ترقیاں ہو رہی ہیں یا foreign postings ہو رہی ہیں ان میں بقول ان کے جو طریقہ کار وضع کیا گیا ہے اس کے مطابق نہیں ہو رہی در حقیقت یہ درست نہیں ہے اخبار کی خبر پڑھ کر یہ تحریک التواء دے دی گئی ہے۔ تو چونکہ یہ ایک definite issue نہیں ہے۔ اور محض قیاس آرائی پر یہ دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس قسم کی کوئی لا قانونیت یا irregularity وہاں نہیں ہو رہی۔ اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ تحریک التواء admissible نہیں ہے۔

پروفیسر خورشید احمد جناب چیئرمین،

I stand to be educated by the Minister for Parliamentary Affairs.

"It does not relate substantially to one definite issue". انہوں نے پہلی argument یہ کی ہے کہ میں نے one definite issue رکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک ادارہ یونائٹڈ بینک جس میں افیسرز کی definite promotions and foreign postings favourtism کی بنیاد پر' promotion criterion کے خلاف یہ junior لوگوں کو سینئرز کو supersede کر کے کی جا رہی ہیں۔ اور اس کے لئے صرف اخباری بیان نہیں بلکہ وہاں کے ملازمین کا تار جو unnamed نہیں ہے بلکہ بالکل definite ہے جس کی فوٹو کاپی میں نے اپنی موشن کے ساتھ دی ہے اور آپ فائل دیکھیں آپ کے پاس بھی وہ موجود ہونی چاہئے۔ اور اس میں جاوید احمد اور دوسرے افراد جو اس سے متاثر ہیں جن کا پورا پتہ بھی موجود ہے۔ بالکل کلیر شکایت ہے۔ کوئی vague چیز نہیں ہے جس کی بنیاد پر میں نے بات کی ہو۔ ایک substantive issue ہے۔ دو تین چار ایشوز نہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ recent occurrence میں واقعہ ہونا چاہئے۔ تو یہ واقعہ بالکل recent occurrence کا ہے۔ یہ تار ۱۷' دسمبر کو ہمیں ملا ہے۔ اور اس کے فوراً بعد ہم نے یہ نوٹس آپ کو بھیج دیا ہے۔ یہ کہنا کہ یہ کسی ماضی کے یا کسی تاریخی واقعہ کے بعد ہے۔ یا یہ کہ دس بارہ سال پہلے کی بات ہے۔ یہ چیز درست نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ایک اور

> "it shall not contain arguments, inferences, ironical expressions or defamatory statements";

پروفیسر خورشید احمد: میں جاننا چاہوں گا کہ اگر discrimination کی بنیاد پر کوئی تحریک اٹھائی جا رہی ہے تو discrimination نہ کہیں تو کیا کہیں اگر میرٹ کو neglect کرنے کی بنیاد پر کوئی تحریک اٹھائی جا رہی ہے تو neglect of merit نہ کہیں تو اسے کیا کہیں defamatory چیزیں وہ ہوتی ہیں کہ جہاں میں وزیر خزانہ یا سیکرٹری خزانہ یا بینک کے صدر کے بارے میں ان کی ذات کے بارے میں ان کی نیت کے بارے میں کوئی بات کہتا تو وہ defamatory ہوتی لیکن ایشو کے بارے میں اور اگر ایشو مبنی ہے violation of laws پر تو وہ defamatory نہیں ہوتے وہ تو دراصل حقائق کا بیان ہے انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ imaginary مسئلہ ہے میں نہیں سمجھتا کہ imaginary یا hypothetical کہاں سے' انہوں

نے اس کو نکال لیا۔ میں نے تو ایک concrete چیز ان کو دی ہے اور concrete نام کے ساتھ دی ہے concrete address کے ساتھ دی ہے اگر وہ یہ کہتے کہ یہ آدمی fake ہے شکایت غلط ہے ہم نے investigate کر لیا ہے کوئی promotion ایسا نہیں ہوا تو میں ان کی بات تسلیم کر لیتا انہوں نے یہ پوزیشن اختیار نہیں کی پھر وہ کہتے ہیں کہ subjudice ' تو میرے علم میں نہیں ہے کہ یہ کیس subjudice ہے اور اگر subjudice ہے تو بھی میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ subjudice بھی اس ایوان میں زیر غور لائے جا سکتے ہیں لیکن اگر یہ subjudice ہے تو اس کے یہ معنی تو ہیں کہ یہ ficticious نہیں ہے یہ hypothetical نہیں ہے یہ imaginery نہیں ہے کوئی واقعہ ہوا ہے کوئی grievance ہے جس کی بنا پر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا اگر ایسا ہے تو لیکن میرے علم میں نہیں اور نہ اخباری اطلاع کے اندر اور جس تار کے اوپر میں نے اسے مبنی کیا ہے اس میں عدالت کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن اگر کوئی ایسی چیز ہے سامنے لائیں لیکن ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ چیزیں جو subjudice ہوں ان کے بارے میں جہاں provision کا پہلا پیراگراف ہے دوسرا پیراگراف یہ کہتا ہے کہ □

> "provided that the Chairman may, in his discretion, allow such matters being raised in the Senate as is concerned with the procedure or subject or stage of inquiry and if he is satisfied that it is not likely to prejudice the consideration of the matter by such court or authority".

تو وہ محض یہ کہہ دینا کہ subjudice ہے یہ ختم نہیں ہو جاتا تو جن چار provision کو انہوں نے invoke کیا ہے وہ تو relevant نہیں ہیں اگر ان کے پاس کوئی اور دلائل ہیں تو ضرور پیش فرمائیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: چوہدری امیر حسین صاب! آپ اس بارے میں کچھ کہیں گے۔

چوہدری امیر حسین: محترمہ چیئرمین صاحبہ! میں جو گزارش کرنا چاہ رہا تھا وہ یہ ہے کہ public importance کے لئے ایک جنرل انہوں نے کہا ہے کہ promotions اور foreign postings کوئی specific instance انہوں نے quote نہیں کیا اگر فرض کر لیا جائے for the sake of arguments کہ کسی آدمی کو کوئی grievance ہوا

ہے کسی promotion کے معاملے میں کہ اس سے junior آدمی کو promote کر دیا گیا یا foreign posting کر دی گئی foreign posting کرنا کسی ممبر کا کوئی استحقاق نہیں ہے یہ حق نہیں ہے وہ اس کی efficiency اور محض seniority کی بنا پر ہی foreign posting نہیں ہوتی جو میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بقول ان کے اگر یہ درست بھی فرض کر لیا جائے یعنی اس بینک میں foreign posting کر دی گئی اور اس بینک کے کسی ملازم کے خیال کے مطابق جس آدمی کو foreign post کیا گیا اس کا یہ حق نہیں بنتا تھا تو یہ privilege motion نہیں بنتی اگر بقول ان کے کسی junior آدمی کو promote کر دیا گیا تو محض seniority promotion کے لئے criteria نہیں ہوتا اور اگر ایسی کوئی بات ہے بھی تو تب بھی اس کے لئے طریقہ کار وضع کیا ہوا ہے قانون کے مطابق وہ representation کر سکتا ہے یا ایک proper forum میں جا سکتا ہے بہت سے لوگ گئے بھی ہیں میں نے گزارش کی ہے djournment motion کے معاملے اگر حکومت کی طرف سے یہ deny کر دیا جائے کہ ایسی بات نہیں ہوئی تو اخباری خبر کی بنا پر تحریک التوا کو admit نہیں کیا جا سکتا بہر حال فاضل ممبر نے جو نکتہ یہاں raise کیا میری جو اطلاع ہے یعنی مجھے جو brief کیا گیا کسی کی کوئی حق تلفی نہیں ہوئی اور ایک جنرل بات ہے کہ پروموشن کے معاملے میں تو بہت سے لوگ proper forum میں بھی گئے ہوئے ہیں میں وزیر خزانہ صاحب کو' یہ بات آج یہاں ہوئی ہے' وہ ان کے گوش گزار کروں گا کہ وہ concerned bank جس کے متعلق کہا گیا ہے ان کو یہ لکھیں کہ اگر کوئی ایسی کسی کو grievance ہے تو وہ آدمی representation کرے اور وہ اس کا نوٹس لے اور اگر کوئی ایسی بات ہوئی ہے جو کہ میرے علم کے مطابق نہیں ہوئی تو I will make it sure اور میں وزیر خزانہ صاحب کو کہوں گا کہ وہ اس کا نوٹس لیں اور کسی کی اسی حق تلفی نہ ہو لیکن اس بات میں میں سٹینڈ کرتا ہوں کہ کسی کو promote کرنا کسی کو کس جگہ پوسٹ کرنا ہے یہ اس ادارے کا استحقاق ہے اور اس managing body کا استحقاق ہے اس بینک Chairman President کا استحقاق ہے اس لئے یہ تحریک التواء والا کیس نہیں بنتا بہر حال ان کی بات رجسٹر ہو گئی proper concerned quarter تک یہ پہنچا دی جائے گی۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر صاحب وزیر صاحب کی اس تفصیلی وضاحت کے بعد کیا آپ پریس کرتے ہیں۔

جناب پروفیسر خورشید احمد : ٹھیک ہے، جی۔ ہمارا مقصد یہ کہ ان معاملات میں یہ اصلاح کی کوشش کریں اور یہ اگر اس کے لئے تیار ہیں بڑی خوشی کی بات ہے اگر یہ پہلے ہی اتنی بات کہہ دیتے تو اتنی بات نہ ہوتی۔

Madam Deputy Chairman: Not pressed. Next No. 45, Hafiz Hussain Sahib, and Syed Faseih Iqbal's No. 11; they are of the same nature.

(ii) *Re:* THE HEALTH HAZARDOUS GAS EMITTED FROM SUI

حافظ حسین احمد : روزنامہ جنگ روالپنڈی مورخہ ٦ دسمبر ١٩٩١ء کے مطابق بلوچستان میں سوئی کے مقام پر گیس صاف کرنے والے پلانٹ سے خارج ہونے والی گیس نے آبادی کے ایک بہت بڑے حصے کو مختلف بیماریوں میں مبتلا کر دیا ہے جس کی تصدیق سوئی میں گیس کمپنی کے ہیلتھ سنٹر کے ڈاکٹروں نے بھی کی ہے خصوصاً سوئی گیس کمپنی کے ملازمین اور ان کے اہل خانہ اور کمپنی کے قریب رہنے والی کچی آبادی کے مکین بری طرح متاثر ہوئے ہیں لوکل گورنمنٹ ڈسپنسری میں کام کرنے والے ایک ڈاکٹر کے مطابق ٨ فی صد لوگ حلق کی سوجن سینے کے امراض اور ٹی بی کا شکار ہیں کمپنی کے ٣١٢ ملازمین براہ راست اس کا شکار ہوئے ہیں جن کے بال وقت سے پہلے سفید ہو گئے ہیں اور بہت سے افراد سونگھنے کی حس بھی کھو چکے ہیں ایک سوئی گیس کے منیجر مسٹر ناصر الدین کے مطابق ماحولیات کی آلودگی سے نہ صرف ملازمین بلکہ سوئی کے دیگر شہریوں کو خطرہ لاحق ہو چکا ہے اس لئے اس قومی مسئلے پر سینٹ کی کارروائی روک کر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : سید فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال : اخباری اطلاع کے مطابق بلوچستان میں سوئی کے مقام پر گیس صاف کرنے والے پلانٹ سے گیس خارج ہو رہی ہے اور اس سے ارد گرد کی آبادی کے لئے خطرات پیدا ہو رہے ہیں ان کی صحت کے لئے خطرہ ہے علاوہ ازیں کمپنی میں کام کرنے والے ملازمین بھی اس کی وجہ سے مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں یہ ایک اہم قومی معاملہ ہے اس پر بحث کی جائے۔

چوہدری امیر حسین : جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ اس کو ڈیفر فرما دیا جائے کیوں کہ متعلقہ وزیر صاحب آ کر خود اس کا جواب دیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : حافظ حسین احمد صاحب اور فصیح اقبال صاحب انہوں نے کہا ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب یہاں نہیں ہے اس لئے اس کو ڈیفر کر دیا جائے۔

حافظ حسین احمد : ماحولیات کے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ماحولیات اور قدرتی وسائل کے تو آپ ڈیفر کر سکتے ہیں۔

حافظ حسین احمد : وزیر اعظم صاحبہ کی آدھی ذمہ داریاں تو وزیر قدرتی وسائل نبھا رہے ہیں۔

چوہدری امیر حسین : اگر وہ ڈیفر نہیں کرنا چاہتے تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میرا تو آپ کو یہی مشورہ ہو گا کہ متعلقہ وزیر صاحب اس کا جواب دیں تو زیادہ بہتر رہے گا۔

حافظ حسین احمد : محترمہ! یہ ۵۰ فیصد تو ماحولیات کا مسئلہ ہے وہ ہمارے منسٹر نہیں ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : دونوں نہیں ہیں اس لئے کہہ رہی کہ ڈیفر کر دیں۔

چوہدری امیر حسین : آپ کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

حافظ حسین احمد : اگر آپ ویسے جواب دینا چاہتے ہیں تو دے دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ویسے جواب کے لئے اگر آپ تیار ہیں تو ٹھیک ہے۔

حافظ حسین احمد : ٹھیک ہے۔ جی۔ اگر ہمیں بتایا جائے کہ کب تک۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میرا خیال ہے ڈیفر ہی کر دیں۔

چوہدری امیر حسین : ڈیفر کر دیں۔

سید فصیح اقبال : میرا مقصد یہ تھا کہ جو متعلقہ وزیر ہیں وہ یہیں موجود تھے آج میٹنگ میں بھی میرا خیال ہے ان کو آنا چاہئے اور ایوان میں جو غیر سنجیدگی نظر آ رہی ہے پٹرولیم کے وزیر کو موجود ہونا چاہئے کیوں کہ پہلے سے لگا ہوا ہے اور سوئی گیس کا ایک بہت اہم مسئلہ بھی آج ہے جس پر دس ہزار مزدوروں نے ہڑتال کی ہوئی ہے ان کے دو آدمی اغوا ہوئے ہیں ان کو یہاں ہونا چاہئے آپ آرڈرز دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آرڈرز دے چکی ہوں، چوہدری امیر حسین صاحب۔

چوہدری امیر حسین : ایک طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جو تحاریک ہائے استحقاق اور تحاریک ہائے التواء دفتر کو موصول ہوتی ہیں یہ ٹھیک ہے کہ ان کو ترتیب وار لیا جاتا ہے لیکن محترمہ!

اگر اس میں ایک طریقہ کار واضع کر لیا جائے تو فاضل ممبران کو بھی سہولت رہے گی اور ہمیں بھی سہولت رہے گی اور ہمارا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر۔ اگر میں لفظ استعمال کروں تو شاید وہ مناسب بھی نہ ہو لیکن یہ ہمیں اطلاع ہونی چاہئے کہ آج فلاں فلاں تحریک استحقاق اور فلاں فلاں تحاریک التواء لی جا رہی ہیں چوں کہ ایک فائل میں تمام تحاریک استحقاق اور تحاریک التوا لگے ہوتے ہیں اور خاص طور پر ہمیں پتہ نہیں ہوتا آج کس تحریک استحقاق یا تحریک التوا کی باری ہے اگر مثلاً دو پریویلیج موشنز لینی ہیں یا آدھے گھنٹے کے دوران تین چار ایڈجرنمنٹ موشنز لینی ہیں تو ڈے بائی ڈے ہمیں بتا دیا جائے کہ آج فلاں لی جا رہی ہے تاکہ ہمیں بھی پتہ ہو اور ہم بھی تیار ہو کر آئیں یہ تھوڑا سا پروسیجرل میٹر ہے اگرچہ بلیک اینڈ وائٹ میں یہ کہیں بھی لکھا ہوا نہیں ہے لیکن ایک طریقہ کار ہوتا ہے اور آپ سیکرٹیریٹ کو ہدایت فرما دیں یہ آرڈر آف دی ڈے پر تو ہوتی نہیں اس لئے آج جو بزنس لیا جانا ہے اس پارلیمانی آفیر کے منسٹر کو پتہ ہو کنسرنڈ منسٹر کو تاکہ وہ تیار ہو کر آئے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: چوہدری امیر حسین صاحب۔ آپ کو نوٹس تو میرے خیال میں دے دیا جاتا ہے کہ آج یہ پریوج موشنز اور ایڈجرنمنٹ موشنز لئے جا رہے ہیں۔

چوہدری امیر حسین: محترمہ! یہ نہیں ہوتا۔ ہوتا یہ ہے جس دن دفتر میں پریویلیج موشن یا ایڈجرنمنٹ موشن ایڈمٹ ہوتی ہے تو اس کے بعد مجھے ایک نوٹس آ جاتا ہے متعلقہ منسٹر کو آتا ہے نوٹس اس دن چلا جاتا ہے۔ یہ پتہ نہیں ہوتا کہ دو دن کے بعد آنی ہے چار دن کے بعد آنی ہے ہفتے کے بعد آنی ہے۔ نوٹس تو ایک دفعہ جاتا ہے اور ریکوائرمنٹ بھی ایک دفعہ ہی ہے میں از رائٹ آف کلیم نہیں کر رہا۔

ڈاکٹر محمد ریحان: پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ! ڈسکشن کے دوران میں نے یہ بات سن لی کہ یہ ۹۵ فیصدی ماحولیات سے تعلق رکھتا ہے اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں یہ ماحولیات کے ساتھ نہیں زیادہ تر پٹرولیم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے کہ ہندوستان کے ایک شہر بھوپال میں جب یونین کاربائٹ کا disaster ہوا تھا تو لوگوں نے یونین کاربائٹ کو sue کیا اور اس کو مجرم گردانا ورنہ چاہئے تو یہ تھا کہ یونین کاربائٹ کو چھوڑ کر ہندوستان کی ماحولیات کی منسٹری کو پکڑتے۔ یہ ریکارڈ کو درست رکھنے میں اپنی طرف سے کہنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ریحان صاحب۔ دونوں وزیر صاحبان نہیں ہیں دونوں جو

کنسرن ہیں دونوں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے ڈیفر کر دیا ہے۔ جناب منظور گچکی صاحب۔ ان پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب منظور احمد گچکی : پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ عرض کروں کہ یہ رول ۷۴ ہے اس کے تحت دو گھنٹہ قبل سیکرٹری کو تحریک التواء کی نوٹس دی جاتی ہے۔ ظاہر ہے جو دو گھنٹے رکھے ہوئے ہیں تو متعلقہ وزیر یا منسٹر آف سٹیٹ کو انفارمیشن دی جاتی ہے کہ اس پر ایڈجرنمنٹ موشن آچکا ہے دوسری بات یہ ہے کہ رول ۷۴ کے تحت جو بہت ہی زیادہ اہمیت کا ہوا سے لیا جاتا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے جس طرح ابھی فصیح اقبال صاحب نے بھی کہا میں نے کل ایک ایڈجرنمنٹ موشن دیا تھا جو سوئی گیس کے مزدوروں کے بارے میں تھا پورے ملک میں مزدوروں کے بارے میں تھا پورے ملک میں مزدوروں نے ہڑتال کی ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس سے بھی زیادہ کوئی ارجنٹ میٹر ہو سکتا ہے۔ مزدوروں نے سٹرائیک کیا ہے ان کے مزدوروں کو یرغمال کیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی ارجنٹ میٹر نہیں ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ارجنٹ میٹر کے لئے جب کوئی ایڈجرنمنٹ موشن دیا جاتا ہے تو ۲۰ دن کے بعد جب تمام مسئلے مسائل حل ہو جاتے ہیں پھر اس ایڈجرنمنٹ موشن کو لایا جاتا ہے ہم نے ہمیشہ یہ اس ہاؤس میں دیکھا ہے۔ فرض کر لیں مساوات کا مسئلہ تھا اس سے زیادہ کوئی ارجنٹ میٹر نہیں ہو سکتا گو کہ ہم نے کوئی ایڈجرنمنٹ موشن نہیں دیا لیکن ہم آپ کے علم میں یہ بات لائے اس ہاؤس کے علم میں لائے یہاں یہ ہوتا ہے جو میٹر ختم ہو جاتے ہیں جن کی اجاریت ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد ایک پرچی آجاتی ہے آج آپ کا ایڈجرنمنٹ موشن ہے پھر تو کوئی نہیں بول سکتا۔ اب آپ مجھے بتائیں اس سے زیادہ اہم کوئی مسئلہ ہے پورے پاکستان کے گیس فیلڈ کے ورکرز نے ہڑتال کیا ہے کل ہم نے ایڈجرنمنٹ موش دیا ہے آج ہم دیکھتے ہیں۔

میڈیم ڈپٹی چیئرمین : یہی تو میں بات کر رہی ہوں یہ بڑا urgent مسئلہ ہے اور منسٹر کو بھی انفارم کیا جائے کہ نیکسٹ جو سیٹنگ ہو گی اس پر وہ موجود رہیں۔ ایڈجرنمنٹ موشن نمبر ۵۰۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب اور ۵۱ اسی طرح دونوں آپ کے ہیں۔ ایک ہی جیسے ہیں آپ ایک ہی کر دیں

جناب حافظ حسین احمد : منسٹر ایک ہی ہے۔

میڈیم ڈپٹی چیئرمین : آپ بے شک علیحدہ علیحدہ پڑھ لیں۔ ۵۰ اور ۵۱۔

(iii) *RE: THE INCOME DECREASED WITH THE COMMENCEMENT OF GREEN CHANNEL*

حافظ حسین احمد: روزنامہ "جنگ" پنڈی ۶ دسمبر ۱۹۹۱ء کے مطابق بیرون ملک سے آنے والوں مسافروں کے سامان سے وصول ہونے والی کسٹم ڈیوٹی اور سیلز ٹیکس کی آمدنی گرین چینل کی وجہ سے ایک تہائی رہ گئی ہے۔

جولائی تا دسمبر ۱۹۹۱ء میں صرف ایک ائیرپورٹ پر آمدنی ڈیڑھ کروڑ روپے جبکہ گزشتہ سال کے ان ہی تین مہینوں میں پونے پانچ کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی اس طرح جولائی تا دسمبر ۱۹۹۱ء تک کراچی ائیرپورٹ پر لانے والے سامان سے ۲۴ لاکھ ۶۶ ہزار روپے کسٹم دیوٹی ملی یہ ڈیوٹی بھی ان شریف مسافروں نے دی جو اپنے سامان پر خود ڈیوٹی لگوانے کے لئے کہہ رہے تھے۔ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ کیونکہ بیرون ملک سے اربوں روپے کا غیر ملکی سامان گرین چینل کے ذریعے سمگل کیا جاچکا ہے اس لئے جاری کارروائی کو روک کر دفعہ ۷۵ الف ب، ج کے تحت بحث کی اجازت دی جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: ان کو کونسا منسٹر لے رہا ہے۔

چوہدری امیر حسین: میں ہی لے رہا ہوں دوسرا بھی پڑھ لیں۔

حافظ حسین احمد: روزنامہ "جنگ" پنڈی ۶ دسمبر ۱۹۹۱ء کے مطابق گرین چینل سے بحفاظت ۵۰ لاکھ روپے مالیت کا سامان نکال کر باہر جانے والے مسافر کو سنٹرل بورڈ آف ریونیو نے گرفتار کر لیا وہ مسافر جو ابھی تک نامعلوم ہے صرف ۳۴۰ ٹی وی سیٹ۔ ۲۷ وڈیو کیسٹ پلیئر۔ ۲۴ ٹیپ ریکارڈ ۲۳ وڈیو گیمز ۱۹۰ پرفیومز ۲۳۰ جوڑے جوگرز ۸۰ آٹو پارٹس ۱۲۸۴ گز کپڑا وغیرہ ساتھ لیکر آیا تھا اور حسب معمول مسافر بھاگ گیا۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل ایک مسئلہ ہے اس لئے اجلاس کی جاری کارروائی کو روک کر اسے بحث کے لئے منظور کیا جائے۔

چوہدری امیر حسین: محترمہ! اس کے بارے میں میں جو گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معاملہ ایک لحاظ سے تو اہم ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کسی محکمے میں کوئی ارریگولیٹی ہوتی ہے۔

حافظ حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر، اپوز کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ نے اپوز کیا ہے؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اچھا۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد : محترمہ بدقسمتی سے موجود حکومت نے جتنی بھی چیزیں عوام کی سہولت کے نام شروع کی ہیں اس کو اگر گہرائی میں دیکھا جائے تو کوئی نہ کوئی گھپلا موجود ہوتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جو گرین چینل ہے کچھ ایسے افراد اور کچھ ایسی پارٹیز ہیں جو بیرون ملک موجود ہیں وہ مڈل ایسٹ اور دیگر ممالک سے گرین سمگلنگ کا کاروبار کرنا چاہتی ہیں وہ اس لئے کہ اگر ہم اس کو ریڈ۔

چوہدری امیر حسین : پوائنٹ آف آرڈر محترمہ، صرف ایڈمسبلٹی پر فرمائیں۔ یہ پوری بحث تو اس وقت ہو گی جب ہاؤس الاؤ کر دے گا۔ صرف ایڈمسبلٹی پر بات کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ایڈمسبلٹی پر بات کریں۔

حافظ حسین احمد : اسی پر تو میں آ رہا ہوں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ کس طرح انتہائی اہمیت کا مسئلہ ہے اس پر باقاعدہ طور پر سمگلنگ کی جاتی ہے اس کو بنانے کے لئے باقاعدہ ایک معاہدہ ہوا ہے اور اس میں بعض افراد نے کروڑوں روپے لئے ہیں تاکہ اس طریقے سے فارن سامان یہاں لایا جائے اور اس کو بیچا جائے آپ مارکیٹوں میں جائیں اس وقت اسی گرین چینل کے ذریعے کروڑوں اربوں روپے کا سامان آ چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم اہمیت کا مسئلہ ہے اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے اتنا سامان پکڑ لیا ہے لیکن مسافر بھاگ گیا یعنی یہ تمام سامان مسافر سمیت آیا تھا یا کارگو کے ذریعے آیا تھا یہ ہو نہیں سکتا کہ مسافر تو بھاگ جائے۔ ہمارا پی آئی اے کا جو طریقہ کار ہے ایئرپورٹ کا اس کے مطابق تو یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ مسافر بھاگ سکے میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف شاید اس لئے مخالفت کر رہے ہیں اس سامان کے جو دعویدار تھے اس میں ایک بہت بڑی حکومتی شخصیت کا بھی نام لیا جا رہا ہے اس لحاظ سے چاہئے کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں اور اسے منظور کریں تاکہ پورا ایوان اس پر بحث کر سکے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : چوہدری امیر حسین صاحب۔

چوہدری امیر حسین : جناب، یہ جو گرین چینل شروع کیا گیا اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ بیرون ممالک سے ہمارے جو پاکستانی بھائی تشریف لاتے تھے، ان کو بہت ہی

شکایات تھیں اور after all ہمیں nation پر بھی اعتماد کرنا چاہئے' اس بنا پر کہ بہت سارے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی' خواہ مخواہ کسٹم کے محکمے کا image بھی اس سے خراب ہو رہا تھا' اور کچھ شکایات جائز بھی تھیں تو یہ ہم نے اس لئے شروع کیا کہ جس پاکستانی بھائی کے پاس یا باہر سے جو بھی passenger آتا ہے' اگر اس کے پاس کوئی ایسا مال موجود نہیں ہے کس پر کہ custom duty دینا در کار ہو تو وہ اس سے گزر سکتا ہے لیکن اس کا اگر غلط استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے لئے قانون کے تحت ایک طریقہ کار واضع کیا گیا ہوا ہے اور جہاں انہوں نے دوسرے case کا ذکر فرمایا ہے جس پر دوسری ان کی تحریک التوا ہے تو اس کے جو facts ہیں ان کے متعلق باقاعدہ investigation ہو رہی ہے

> "drivers of the vehicles disclosed that the seized items belongs to M/s Naveed Butt, Maqsood Ali, Rehan and Abdur Razzaq of Karachi. Accordingly four FIRs were registered against them. x All the accused persons appeared in the court of special Judge Customs Karachi and their bail before arrest was confirmed by the court on 29-10-1991."

چنانچہ جو غیر قانونی کام کیا گیا' اس پر باقاعدہ چار کیس درج ہوئے۔ عدالت سے انہوں نے bail کروائی' The case is subjudice in the court تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ایک مسافر یا ایک کسی محکمہ میں کوئی irregularity کی جاتی ہے' قانون کی خلاف ورزی کی جاتی ہے کیونکہ قانون کے ذریعہ ہی اس پر گرفت کی جاتی ہے اور یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ جب سے green channel رائج ہوا ہے۔ اس سے ڈیوٹی میں کچھ فرق پڑا ہے' کمی ہوئی ہے لیکن محترمہ! ہم اپنی قوم پر اعتماد کریں گے اور انشاء اللہ قوم ہمارے اعتماد پر پورا اترے گی' کچھ ایسی گندی مچھلیاں ہوتی ہیں جو اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتی ہیں' اس کے باقاعدہ ہم وہ measures adopt کر رہے ہیں تاکہ جو اس irregularity یا سہولت کا جو لوگ غلط فائدہ اٹھا رہے ہیں ان کو دور کیا جائے' اس میں بہتری کے لئے یہ ایوان باقاعدہ با اختیار ہے' جو بھی بہتری کے لئے وہ تجویز کریں گے'

اس کو ہم well come کریں گے لیکن جہاں تک اس تحریک التوا کا تعلق ہے' وہ نہیں بنتی ہے' یہ ایک سنگل کیس تھا جو رجسٹرڈ بھی ہو گیا ہے اور اس کے لئے انہوں نے جنرل بات بھی کی ہے محض آمدنی یا ڈیوٹی کی کمی کی بنا پر تحریک التوا پیش نہیں کی جا سکتی اس لئے میں گزارش کروں گا کہ جو بات ہے وہ ہم نے بھی سن لی ہے' اور وہ جو اس رعایت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں' وہ انہوں نے بھی سن لی ہے اور جس کیس کا انہوں نے حوالہ دیا ہے وہ بھی رجسٹرڈ ہو گیا ہے اور ملزمان نے bail کروالیں' یہ کیس بھی عدالت میں pending ہے۔ اس کا فیصلہ بھی عدالت قانون کے مطابق کرے گی۔ میں اپنے بھائی سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کو پریس نہ کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب حافظ حسین صاحب۔ کیا آپ وزیر صاحب کی یقین دہانی کے بعد اسے press کرتے ہیں۔

حافظ حسین احمد: جی۔ میں ایک گزارش کروں گا کہ انہوں نے یہ جو کہا ہے کہ فلاں فلاں کے خلاف FIR کاٹی گئی ہیں' یہ تو بے چارے کسٹم کے نچلے درجے کے ملازمین ہی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ نزلہ ہمیشہ عضو ضعیف پر گرتا ہے۔ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ جو مسافر ہیں ان کا کیا بنا ہے۔ مسافر کا نام کیا تھا' وہ کس عہدے پر فائز ہے اس کے رشتہ دار کون ہیں' یہ کہاں کا رہنے والا ہے اور وہ کس طرح فرار ہوا' آیا جس ٹکٹ پر اس نے سفر کیا تھا جو بورڈنگ کارڈ تھا' اس فلائٹ کے مسافروں کی جو لسٹ ہے ان تمام چیزوں کے موجود ہونے کے بعد وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ مسافر بھاگ گیا تھا۔ میں یہی کہوں گا کہ اس مسافر کو عمداً فرار ہونے میں مدد دی گئی ہے۔ ہمیں تو یہ بتایا جائے کہ یہ مسافر کون ہے' اس کا نام کیا ہے اور یہ کس عہدے پر فائز ہے۔ اس کی ولدیت کیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: چوہدری صاحب۔

چوہدری امیر حسین: میں عرض کرتا ہوں کہ ماشاء اللہ حافظ صاحب بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ کیونکہ یہ وقفہ سوالات نہیں ہے اور ویسے بھی اتوار کو وقفہ سوالات نہیں ہوتا ہے اور تحریک التوا میں سوالات نہیں پوچھے جا سکتے ہیں اور نہ ہی جوابات دیئے جا سکتے ہیں۔ اس کا ایک طریقہ کار ہے وہ وقفہ سوالات میں پوچھ لیں اور اس کے بارے میں بھی بتا دیا جائے گا۔ لیکن تحریک التوا کے لئے گزارش ہے کہ اس میں یہ چیزیں نہیں

آ سکتی ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : تو آپ اس کو press نہیں کرتے۔

حافظ حسین احمد : جناب والا' "اتوار" کو پھر ٹرخایا تو نہیں جا سکتا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : تو کیا آپ پریس نہیں کرتے۔

حافظ حسین احمد : اگر وہ نام بتا دیں تو میں پریس نہیں کروں گا۔ آپ یقین جانیئے انہیں پتہ ہے کہ وہ کون ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وہ تو کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں سوال کریں۔

حافظ حسین احمد : میڈم! انہیں پتہ ہے' اگر وہ کہہ دیں کہ انہیں معلوم نہیں ہے تو پھر میں پریس نہیں کروں گا۔

میڈم چیئرمین : تو پھر اس کے بارے میں آپ دونوں بیٹھ کر بات کریں۔

not pressed

چوہدری امیر حسین : آپ خود ہی بتا دیں۔

حافظ حسین احمد : میں کیوں بتا دوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آئٹم نمبر ۲۔ یحییٰ بختیار صاحب۔

چوہدری امیر حسین : محترمہ! اس کے متعلق میں نے request کرنی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یحییٰ بختیار صاحب' لاء منسٹر صاحب' لندن چلے گئے ہیں۔ اگر آپ اس کو defer کر دیں تو مناسب رہے گا۔

چوہدری امیر حسین : ان کے کسی عزیز کی وفات ہو گئی تھی' میرا خیال ہے کہ وہ چیئرمین کو بھی request کر کے گئے ہیں اور ویسے بھی انہوں نے فرمایا تھا کہ میں اطلاع دے دوں۔

Mr. Yahya Bakhtiar: On compassionate grounds, I have no objection. But I have to request that this should within this session.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : تو پھر defer کر دیتے ہیں۔

جناب یحییٰ بختیار : تو دو چار دن کے بعد جب وہ آئیں گے تو پھر اس کو لے لیں لیکن اسی session میں یہ آ جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جب وہ available ہوں گے تو اس کو لے لیں گے۔

جناب یحییٰ بختیار : لیکن اسے صرف پرائیوٹ ممبر کے لئے defer نہ کریں بلکہ یہ عام دنوں میں آ سکے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی وہ موجود ہوں گے تو یہ انشاء اللہ ضرور آئے گا۔ اگلی آئٹم نمبر ۴ ہے۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب'۔

پروفیسر خورشید احمد : اس کے وزیر صاحب ہیں یا اسے بھی defer کروانا ہے۔

چوہدری امیر حسین : جی۔ اس کے وزیر صاحب ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی بلور صاحب۔

حاجی غلام احمد بلور : میڈم ڈپٹی چیئرمین چار بجے سے اجلاس جاری ہے اب نماز کا وقت ہو گیا ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے نماز کا وقفہ کیا جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جب اذان ہو جائے گی تو وقفہ کر دیں گے۔

حاجی غلام احمد بلور : اذان تو ہو گئی ہے۔ لیکن آپ نے اجازت ہی نہیں دی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اذان تو نہیں ہوئی' ویسے جنہوں نے نماز پڑھنی ہے وہ جا کر پڑھ لیں۔

حاجی غلام احمد بلور : جی' پونے پانچ بجے نماز ہوتی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ کس وقت کی نماز کی بات کر رہے ہیں۔

حاجی غلام احمد بلور : جی' عصر کی نماز کی بات کر رہا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : تو عصر کی نماز آپ جا کر پڑھ لیں۔

حاجی غلام احمد بلور : میرا یہاں موشن ہے' اگر میں نہ ہوا تو resolution میرے موشن کا کون جواب دے گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ نماز پڑھ آئیں' اس وقت تک دوسرا کام دیکھ لیتے ہیں۔

حاجی غلام احمد بلور : میڈم صاحبہ۔ پونے پانچ بجے نماز ہوتی ہے' اس لئے آپ پانچ منٹ کے لئے وقفہ کیا کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : تو اس کے کچھ عرصہ کے بعد مغرب کی اذان ہو جائے

گی۔

پروفیسر خورشید احمد: پہلے آپ عصر کے لئے وقفہ کریں، پھر نماز مغرب کے لئے وقفہ کریں۔

جناب منظور احمد گچکی : پوائنٹ آف آرڈر،

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جی، گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی : محترمہ! پروفیسر خورشید صاحب جو freedom of information بل کے حوالے سے کمیٹی کے متعلق موو کر رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں freedom of information تو کافی ہو چکی ہے اب تو یہ کریں کہ اس ملک میں freedom of corruption کی اجازت دے دیں کیونکہ ویسے بھی ہمیں اس چیز کو legalize کرنا چاہئے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ تشریف رکھیں، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم چیئرپرسن: آپ بھی تشریف رکھیں، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ پلیز، No, cross talk پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : میڈم چیئرپرسن! میں نے یہ بل کچھ عرصہ پہلے موو کیا تھا اور اس کے بعد جو کمیٹی کی رپورٹ صدر کمیٹی، جناب محمود احمد منٹو صاحب نے پیش کی ہے جس میں انہوں نے recommend کیا ہے کہ اس کو ہم Support نہیں کرتے۔

چوہدری امیر حسین : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : چوہدری امیر حسین۔

چوہدری امیر حسین : میرا خیال ہے کہ پہلے جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ اس کو formally move کرنا ہے، اس کے بعد جو بات کرنی ہے وہ کر لیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : پروفیسر خورشید صاحب، آپ اسے پہلے move کر دیجئے۔

پروفیسر خورشید احمد : محترمہ! یہ technical چیز میں بھی جانتا ہوں، اسی لئے

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں نے Leader of the House سے اس معاملے میں بات کی ہے اور گو میں اس بل کے حق میں ہوں اور ہمیشہ اس کے لئے لڑتا رہوں گا۔ لیکن چونکہ Leader of the House نے request کی ہے کہ ان کی پارٹی اس کو support نہیں کر رہی ہے تو اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اس پر بحث ہو' تو میں اسے واپس لیتا ہوں۔

Madam Deputy Chairman: So the Bill is withdrawn.

ایک معزز رکن : جی۔ وہ واپس لینے کا کہہ رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : کیا ہاؤس اجازت دیتا ہے کہ اسے withdraw کیا جائے۔

"Report of Standing Committee on freedom of information Bill 1990".

The motion was adopted.

Madam Deputy Chairman: The Bill is withdrawn.

سید اقبال حیدر : پوائنٹ آف آرڈر اس بل کی کاپی تو ہمیں دی جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ بل تو بہت پہلے دیا گیا تھا' اب تو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : لیکن ہمیں تو اس کی کاپی نہیں ملی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : چوہدری امیر حسین صاحب۔

چوہدری امیر حسین : یہ جو پوائنٹ آف آرڈر ریز کیا گیا ہے کہ ان کو بل کی کاپی نہیں دی گئی اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ جب رپورٹ پیش کی جاتی ہے تو اسی وقت بل کی کاپی بھی دی جاتی ہے اور رپورٹ table کی گئی' جملہ ممبران کو دی گئی وہ ذرا اپنا ریکارڈ ملاحظہ فرمالیں آج تو standing committee کی رپورٹ move ہونی تھی اس لئے آج بل کی کاپی دی نہیں جا سکتی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آئٹم نمبر چھ۔

جناب منظور احمد گچکی : تو کیا انہوں نے اس بل کو withdraw کر لیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : حافظ صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

حافظ حسین احمد : محترمہ! پروفیسر صاحب بتائیں کہ وہ کیوں پسپا ہو گئے ہیں۔ آگے جی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آئٹم نمبر ۶۔ (قطع کلامی)

سید اقبال حیدر : آن پوائنٹ آف آرڈر محترمہ میری ایک گزارش ہے کہ ہم نے ایک call attention notice دیا ہوا ہے تو یہ بحث بہت لمبی ہو گی تو اسے پہلے لے لیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی ہاں۔ اسے آخر میں لا رہے ہیں۔ جی۔ تشریف رکھیں، شکریہ۔ جناب ڈاکٹر ریحان صاحب۔ آن پوائنٹ آف آرڈر۔

Dr. Muhammad Rehan : I have already requested to allow me for a few minutes because I have got another engagement.

سید فصیح اقبال : جی ہاں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان : شکریہ۔ محترمہ چیئرپرسن! میں پاکستان سٹیل مل کے بارے میں مختصراً عرض کروں گا چند جنرل باتوں پر، پاکستان سٹیل مل جو اس ملک کی ایک بنیادی صنعت ہے اور جو کہ اس ملک میں، وہ ملک جن کے ساتھ ہمارے بڑے رابطے اور رشتے تھے انہوں نے ہمیشہ پاکستان میں ایک سٹیل مل کے قیام کی مخالفت کی۔ اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر پاکستان میں سٹیل مل قائم نہیں ہونے دیا۔ آخر کار ایک ملک جس کا ہمیشہ سے پاکستان میں بدقسمتی سے یہی رہا کہ یہ ملک پاکستان کا دشمن ہے اور پاکستان کا مخالف ہے آخر کار وہ ملک میدان میں آیا اور یہ انڈسٹری قائم کرنے میں مدد دی اور جو نہایت قابل ستائش بات ہے۔ اس بارے میں ایک اور عرض ہے کہ یہ مل اس زمانے میں جب قائم ہو رہی تھی تو اسے شمال مغربی سرحدی صوبہ میں قائم کرنے کی تجویز دی گئی تھی اور اس کا خام مال افغانستان سے وافر مقدار میں مل سکے گا لیکن اسے کسی مصلحت کی بنا پر وہاں پر قائم نہیں ہونے دیا گیا اور کراچی لے جایا گیا۔ یہاں پر اس کے لئے خام مال اس مقدار میں نہیں مل سکتا جتنا کہ وہ وہاں پر مل سکتا تھا۔ تو اس ملک میں انڈسٹری تو

لوگوں کی پسند یا ناپسند پر قائم کی جاتی ہے اور یہ نہیں دیکھا جاتا کہ خام مال اور دیگر سہولیات موجود ہیں یا نہیں۔ محترمہ! پاکستان سٹیل مل جسے U.S.S.R نے قائم کرنے میں مدد دی میں یہ بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اب جبکہ انہوں نے اس یونین کو ختم کر دیا تو یہاں پر لمبی چوڑی تقریریں بھی کی جاتی ہیں بیانات بھی دیئے جاتے ہیں کہ U.S.S.R کا بیڑا غرق ہو گیا' تباہ ہو گیا' برباد ہو گیا' میں نہیں سمجھتا ہوں کہ U.S.S.R کے آئین میں ایک شق تھی right of secession جس کے تحت اس میں شامل ریاستوں کو یہ حق تھا کہ وہ جب چاہیں اس کو استعمال کر سکتے ہیں اس کے مطابق انہوں نے شق استعمال کی اور دنیا کو یہ دکھایا کہ ان میں منافقت نہیں ہے جو کچھ کہتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ ۔ ۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی: محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمارے محترم دوست ہمیں خطبہ U.S.S.R یہ دے رہے ہیں یا سٹیل مل پہ دے رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان: یہ یقیناً اس کے ساتھ connected ہے relevant ہے۔ تو میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں اخبارات پڑھ پڑھ کے اور لوگوں کی تقریریں سن سن کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ آخر ہماری کیوں ایسی ذہنیت بنی ہے کہ کسی کے نقصان' تباہی یا بربادی پر ہم خوش کیوں ہوتے ہیں یہ میرے خیال میں sadest mentality کی باتیں ہوتی ہیں۔ بہرکیف یہ وہ باتیں تھیں جو میں اس ضمن میں کرنا چاہتا تھا۔ اب آ گئی سٹیل مل کی بات' تو سٹیل مل تو پبلک سیکٹر میں کھلا ہے اور یہ آج کل جو پرائیویٹائیزیشن کی جو باتیں ہو رہی ہیں تو یقیناً ان کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن ساتھ ساتھ پبلک سیکٹر جو ہے اس کا صرف مقصد انڈسٹری قائم کرنا' مال کمانا یا اس سے دولت حاصل ہو' بلکہ ملک میں انڈسٹریلائیزیشن کا بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو روزگار ملے تو جناب اس ملک میں پبلک سیکٹر کی انڈسٹریز کو اس طرح بے دریغ پرائیویٹ کرنا شروع کر دیا ہے تو جو اس کو خریدیں گے تو وہ ان کو یقیناً وہاں شفٹ کریں گے جہاں ان کو سہولیات میسر ہوں گی سکلڈ لوگ اور مارکیٹ میسر ہو گی تو یہ جو علاقے جہاں پہلے ہی انڈسٹری نہیں ہے جیسے مثال کے طور پر شمال مغربی سرحدی صوبہ' پنجاب کے شمالی علاقے' بلوچستان

جہاں پر انڈسٹری نام کی کوئی چیز نہیں ہے اگر پبلک سیکٹر کے ساتھ ایسا سلوک شروع کیا گیا کہ اس کو بھی اور اس کو بھی پرائیویٹائیز کرو' تو میرے خیال میں یہ چیز مناسب نہیں ہو گی اور جو مقاصد ہیں کہ لوگوں کو روزگار ملے۔ تو اب میں آخر میں یہی کہوں گا کہ جب سے یہ مل قائم ہوئی ہے تو پچھلی حکومت نے اس میں پلیس منٹ بیورو کے نام پر اور پرائیویٹ یا ایک یتیم خانہ بنا کر لوگ اس میں بھرتی کر دیئے جن کی چاہے ضرورت تھی یا نہیں تھی۔ اور آج اس کا جو کچھ ہمارے سامنے آ رہا ہے یہ گذشتہ حکومت کی غلط کارروائیاں تھیں اور نہ منصوبہ بندی تھی اور نہ کچھ اور تھا بس صرف لوگوں کو خوش کرو لوگوں کو ملازمت دو چاہے وہ کام کریں یا نہ کریں۔ تو آج کی سٹیل مل میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی ذمہ داری گزشتہ حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ شکریہ جناب۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب سید فصیح اقبال صاحب

سید فصیح اقبال: محترمہ چیئرمین! یہ آج جو سٹیل مل کے سلسلے میں ۱۹۴ کے تحت جو بحث ہو رہی ہے پہلے تو میں تھوڑا سا بیک گراؤنڈ بتاؤں کہ ہاؤس کو علم ہونا چاہئے کہ پاکستان کو ۱۹۵۱ء میں سٹیل مل کی ضرورت تھی کہ کوئی ملک heavy industry کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔ لیکن جب سٹیل مل کا منصوبہ پیش ہوا تو اس وقت کے وزیر خزانہ جناب امجد علی خان نے پرزور مخالفت کی اور امریکی دباؤ کے تحت ہمیں یہ منصوبہ مل نہیں سکا۔ اس لئے کہ پاکستان جہاں خام مال کی منڈی رہی اور یہ ہمیشہ ہر ملک کی یہ کوشش رہی جتنے Imperial country تھے کہ پاکستان کے خام مال کو لیا جائے اور یہاں ہیوی انڈسٹری نہ بنے خدا خدا کر کے پاکستان میں یہ ایک سٹیل مل بنی اور چونکہ ہندوستان اور ایران میں روس نے کئی انڈسٹری پلانٹ دیئے تھے گو کہ اس کی production اسکی capacity دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کے ساتھ نہیں تھی۔ لیکن بہرحال اس وقت کی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ سٹیل مل اتنے بڑے خطیر رقم سے لگائی جائے۔ کہ جس دن سے یہ سٹیل مل لگی ہے جناب چیئرمین صاحبہ! یہ آپ کی علم میں ہونا چاہئے کہ سٹیل مل نے اپنی capacity میں کبھی کام نہیں کیا۔ یعنی آج آپ نے کہا کہ 79% تو یہ اس حکومت کا کارنامہ ہے کہ اس سٹیل مل کو ۹۲-۱۹۹۱ء میں 79% چلایا جب کہ 42 to 65 تک یہ کبھی production پہ نہیں چلی۔ دوسری چیز یہ ہے اس سلسلے میں مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس ملک میں ہمارے

بڑے اچھے بیوروکریٹس ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ ان پر طعن ہو جو یہاں جوابدہ نہ ہوں یونیفارم میں ہو یا سول میں ہوں یہ بہرحال ملک کے خادم ہیں حقیقت یہ ہے کہ فوج کی طرف سب نظر اٹھاتے ہیں اس لئے کہ وہ ایک organized ادارہ ہے اسی طرح سے ہمارے سول سروسز بھی ایک ادارہ تھا ہم کسی service structure کو ختم کئے بغیر' ان کا ہم احترام بھی کرتے ہیں لیکن ہوا یہ ہے کہ جب بھی کوئی مل میں چیئرمین آیا ہے اس نے ہمیشہ یہ محسوس کیا ہے کہ جب کوئی کریڈٹ بنا ہے چیئرمین نے خود لیا ہے حالانکہ وہ وہاں ورکرز کی محنت کا نتیجہ ہوتا ہے جو وہاں کام کرتے ہیں۔ میں ۹۰۔ ۱۹۸۹ء میں پچھلی سٹینڈنگ کمیٹی کا ممبر تھا جب میں ۱۹۹۰ء میں گیا تو وہاں یہ عالم تھا کہ 62% mill production تھی۔ اور اس وقت کی حکومت نے میں نہیں کہنا چاہتا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور اس وقت کی حکومت میں نئے جنرل بخاری صاحب دو تین سال سے چیئرمین تھے۔ ان کو ہٹا کر کسی کرنل صاحب کو رکھا جو لندن میں نوادرات کی اپنی دکان تھی' ان کو وہاں لا کر ان کو وہاں انہوں نے رکھا۔ جو آرمی سروس سے Dismis تھے۔ ان کو چیئرمین بنایا۔ اتنی گڑبڑ ہوئی۔ وہاں کی اس وقت کی CBA نے جو مظاہرے کئے اس سے آپ کے اخبارات بھرے ہوئے ہیں اور اس وقت سے یہ مل ایک سیاسی اکھاڑہ بنی۔ میں کسی بھی پارٹی affuliation سے بالاتر ہو کر۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی چیزوں میں سیاسی پارٹیوں کو دخل نہیں دینا چاہئے۔ تو اس وقت کی حکومت نے اس طرح سے سٹیل مل کا کیا کہ رینجرز وہاں اس وقت تعینات ہوئے۔ آرمی اس وقت تعینات ہوئی۔ اور پروڈکشن زیرو ہو کر ۲۰ فیصد تک رہ گئی۔ اور اس وقت آپ کو پتہ ہے کہ آٹھ سو ملین کا خسارہ ہوا اس حکومت کو۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے کئی پالیسیاں بدلیں۔ اب جب آئی جے آئی کی حکومت آئی۔ اس کے بعد اب یہ عالم ہے کہ اس وقت نقصان ۲۰۰ ملین رہ گیا ہے۔ اور جب یہ بخاری صاحب گئے تو میں بھی ۱۹۹۱ء کی اس کمیٹی میں تھا۔ جب گئے تو انہوں نے بتایا کہ CBA نے آج مل کو اتنا صاف رکھا ہے کہ آج وہ اس حد تک انتظامیہ سے تعاون کر رہے ہیں کہ وہ اب جھاڑو وغیرہ دے کر انہوں نے سڑکیں صاف کی ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ ایسا کارنامہ تھا کہ انتظامیہ اور مزدوروں میں ایسی یکجہتی کی مثال سٹیل مل میں نہیں ملی تھی جو اس موجودہ CBA میں دی گئی۔ جب یہ نئے جنرل منیجر صاحب تشریف لائے ہیں۔ سب سے پہلے تو انہیں یہ کوئی اختیار نہیں ہے سول سروس کنڈکٹ رول کے تحت کہ وہ اخباروں میں روز پریس کانفرنس کریں۔ میں

سمجھتا ہوں کہ جب تک حکومت پاکستان یا کوئی وزارت کسی آدمی کو مخصوص نہ کرے نمائندہ وہ حکومت کے spokesman نہیں ہوتے سٹیل مل ایک کاروباری ادارہ ہے۔ اس سلسلے میں ان تمام چیزوں کو دیکھتے ہوئے انہوں نے پہلی پریس کانفرنس یہ کی کہ

کن اصحاب نے بھیجا ہے۔ اور میں یہ چاہتا ہوں۔ ایوان میں مجھے یہ اختیار ہے کہ میں ایوان کو مطلع کروں انہوں نے کہا کہ مجھے وزیر اعظم اور COS نے بھیجا ہے اور COS کا نام لینا ان کے لئے بہتر نہیں تھا۔ کیونکہ پریس کانفرنس میں اس قسم کے Hints دینا کہ میں اتنا بڑا طاقتور ہو کر آیا ہوں۔ یہ نہایت افسوسناک ہے۔ اور میں صبیح الدین صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں کیونکہ وہ واہ فیکٹری کے بھی انچارج تھے مینجنگ ڈائریکٹر تھے۔ ان کا ضرور تجربہ رہا ہو گا۔ لیکن جب وہ ترقی پا کر وہاں گئے تو انہوں نے اس قسم کے اخباری بیانات دیئے جس سے پتہ چلے کہ ماحول confrontation کا ہوا اور CBA کو بجائے اعتماد میں لینے کے انہوں نے سب سے پہلے چھانٹی کا اعلان کیا آپ یہ دیکھئے کہ پاکستان میں آج ریلوے اسی مصیبت سے دوچار ہے۔ کہتے ہیں ساٹھ ہزار آدمی زائد ہیں۔ کتنے پبلک سیکٹر ایسے ہیں۔ اس کی وجوہات کچھ بھی ہوں۔ ایک حکومت دوسری حکومت کو الزام دینے کی بجائے' یہ آپ دیکھیں کہ اگر کسی بیروزگار کو روزگار ملا۔ اس کو ہٹانا کون سا نیک کام ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس حکومت کو refrain کرنا چاہئے۔ لیکن جنرل صاحب نے بغیر وزارت پیداوار کو اعتماد میں لئے' انہوں نے پریس کانفرنس میں' یہ خبرنامہ ہمارے ایک معزز ساتھی نے سنایا تھا۔ کسی انتظامیہ کے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ روزانہ گزٹ یا خبرنامہ دے۔ یہ یونین کا اختیار ہے۔ کیونکہ جب یونین سودا کاری انجمن بن جاتی ہے۔ آپ اس سے اختلاف رکھیں لیکن لیبر ریلیشنز کا کام یہ ہے کہ یونین والے اپنا خبرنامہ جاری کرتے ہیں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سٹیل مل مسئلہ پر موجودہ چیئرمین کا رویہ مصالحانہ بھی نہیں ہے۔ اور وہ سیاسی پوسٹ پر نہیں گئے۔ وہ گئے ہیں انتظامی پوسٹ پر۔ ان کا فرض تھا کہ ایوان کو' ہماری کمیٹی کے ممبروں کو' پچھلے جب وہ گئے انہوں نے' جو بخاری صاحب کا بیان آج ریکارڈ پر ہے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے مل سے نقصان ختم کر دیا ہے۔ جب وہ چلے گئے تو اب یہ نقصان میں آ گئی۔ اور انہوں نے CBA کے بارے میں کہا کہ ایسی CBA جس نے ہمارے مل کو چلانے میں مکمل ساتھ دیا ہے۔ آج ان کی تبدیلی سے یہ ہو گیا۔ مجھے نہیں پتہ کہ وہ تبدیل ہوئے ہیں یا ریٹائر ہوئے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے بھی پریس کانفرنس میں

دیناشروع کیا۔ حالانکہ سرکاری ملازم کے قواعد میں ہے کہ دو سال بعد تک آپ کسی سیاسی پارٹی کو جوائن نہیں کر سکتے۔ ان کو یہ حق دو سال کے بعد ہے کہ وہ سیاسی پارٹی میں آئیں۔ اخباری بیان دیں لیکن دوران ملازمت یا preparatory to retirement ان کو یہ حق نہیں پہنچتا تو محترمہ چیئرمین صاحبہ۔ میں یہ بتا رہا تھا کہ سٹیل مل کے مسائل کو آپ قومی نقطہ نگاہ سے دیکھیں۔ اسے تمام سیاسی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر دیکھیں' اب تک حکومت پاکستان نے اس پر نوٹس کیوں نہیں لیا۔ اگر کوئی چیئرمین' جو یونیفارم میں ہو' یا یونیفارم میں نہ ہو اسے چاہئے کہ کم سے کم پریس کانفرنس ہے' لوگوں کے ساتھ اگر negotiation ہے اس کے لئے لیبر منسٹری کے قوانین موجو ہیں labour Relations. NIRC موجود ہے۔ اگر انہوں نے کوئی غلط کام کیا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ یہاں پر میں ان کی کسی غلط کام میں مدد کروں۔ یا ان سے تعاون کروں لیکن یہ ضروری ہے کہ آپ مزدوروں کے مسائل دیکھیں کہ پاکستان میں جتنی CBAs ہیں یعنی یہ پچھلی حکومت کا میں آپ کو بتاؤں کہ وہاں بینکوں میں ایک یونین تھی۔ اور بینکوں والوں نے کھل کر' ایک جلسہ ہوا پچھلی حکومت میں ایک پارٹی چیئرپرسن اس کے لئے انہوں نے gate بنایا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط بات تھی۔ کیونکہ بینک کی کسی یونین کو یہ اختیار نہیں تھا تو اگر یہ پارٹی' میرا خیال ہے کہ اب موجودہ طور پر اگر منسٹری نے کچھ اس مسئلے پر ایک ایسی پالیسی بنائی ہے کہ وہ ملیں جو sick ہیں۔ وہ چل رہی ہوں میں آپ کو مبارک باد بھی دیتا ہوں منسٹر صاحب کو' کہ انہوں نے بلوچستان کی ملوں کے بارے میں جو پالیسی اختیار کر رکھی ہے وہ یہی تھی کہ یہ بند ملیں تھیں دس سال سے' تمام گورنمنٹ کے اداروں نے یہ کہہ دیا تھا کہ یہ مل نہیں چل سکتی۔ لیکن انہوں نے ذاتی محنت سے دو مرتبہ ایران گئے اور انہوں نے کوشش کی کہ اس انڈسٹری کو چلایا جائے۔ اور یہی ہمارے بلوچستان کے مزدوروں اور عوام کا مطالبہ تھا کہ مل چلائی جائے۔ کیونکہ ہمارے صوبے میں بدقسمتی سے جب یہ مل لگی تو مل لگانے والوں نے کمیشن کھانے کے لئے ٹیکسٹائل مل کا منصوبہ پیش کیا اور مختلف ملکوں سے اس کے پرزے آئے۔ لیکن یہ دیکھ کر آپ کو حیرت ہوگی کہ وہاں جتنی مشینری آئی ہے اس میں ایک بھی مشین پر خراش نہیں آئی۔ مشین چلی ہی نہیں اور اس سے پہلے ہی اسے بند کر دیا گیا۔ اور آخر میں پاکستان حکومت کو ۵۵ کروڑ روپے کا خسارہ برداشت کرنا پڑا۔ کیونکہ آپ نے کسی مزدور کو علیحدہ نہیں کیا۔ اور یہ اچھی بات تھی۔ لیکن وہ تنخواہ آپ مزدوروں کو چھ سو روپے دے رہے تھے۔ اس کی یہ

توجیہہ ہوئی کہ چونکہ یہ sick units ہیں ان کو پچھلے ریٹ پر دیا جائے۔ لہٰذا میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خدانخواستہ پاکستان سٹیل مل ان حالات سے دوچار نہ ہو جائے۔ اور یہ ہدایت کی جائے وفاقی حکومت کہ یہ مسئلہ افہام وتفہیم سے طے کیا جائے اگر چیئرمین صاحب وہاں جنرل بن کر گئے ہیں۔ field force استعمال کرنا چاہتے ہیں تو یہ کمرشل ادارہ ہے۔ اس میں ان کو سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئے۔ میں نہ کسی CBA کی طرف بات کرتا ہوں لیکن جس CBA کے بارے میں جنرل بخاری صاحب' سابق چیئرمین نے یہ کہا ہو کہ یہ CBA اتنی افہام وتفہیم سے ہمارے ساتھ کام کر رہی ہے وہ فضا برقرار ہے وہاں جتنے کراچی کے بسنے والے لوگ ہیں وہ اس سے خوش ہیں۔ تو آخر یہ اچانک تبدیلی کیسے ہوئی۔ تو ان وجوہات پر غور کرنا چاہئے۔ اور سٹیل مل بقول کسی کے ذاتی ہے جس طرح لوگوں نے واپڈا کے بارے میں کہا تھا تو آج آپ نے واپڈا کا حشر دیکھ لیا کہ حکومت کے ہر اعلان کے باوجود آج بھی جناب آپ کو لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے۔ آدھ گھنٹے کے لئے گھنٹہ کے لئے ہو اور ہمارے بلوچستان میں تو بعض دور دراز علاقوں میں دس دس دن ٹیوب ویل بند ہیں۔ اس لئے کہ وہاں پوچھنے والا ہی کوئی نہیں ہے۔ اور شکایت کے لئے وہ جذبہ ہی ختم ہو گیا۔ لہٰذا میں عرض کر رہا ہوں کہ سٹیل مل کے حالات کو حکومت فوری طور پر دیکھے اور جس طرح سے ہمارے ایک فاضل دوست نے ایک انداز سے پیش کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی سیاسی مصلحت کے بغیر' یہ قومی ادارہ ہے اور اتنا بڑا ادارہ ہے کہ اس کا نقصان ہزاروں کروڑوں میں ہے۔ لہٰذا ہمیں اسے چلانے کی کوشش کرنی چاہئے جس طرح تعلیمی درسگاہیں' اس میں بھی سیاست نہیں ہونی چاہئے۔ میری درخواست ہے کہ حکومت پاکستان اس معاملے کا فوری نوٹس لے اور جتنی آپ کی پروڈکشن منسٹری ہے۔ فنانس منسٹری ہے۔ ان تمام اداروں کو منسٹری باقاعدہ ڈائریکشن دیتی ہے۔ لیکن یہاں پر ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ دو نئی ریاستیں بن گئی ہیں۔ حکومت کا انہوں نے completely boycott کیا ہوا ہے۔ حکومت کا مطلب وزارت پیداوار ہے۔ تو میں ایک بار پھر۔ میں ان لوگوں کو تنبیہ بھی کرتا ہوں کہ جو لوگ سرکاری ملازم ہیں۔ وہ اخبارات میں آکر روزانہ پریس کانفرنس کریں۔ روزانہ اپنے conduct کو توڑیں۔ اس کے باوجود حکومت کوئی توجہ نہ دے میں حیران ہوں کہ اس میں پرائم منسٹر صاحب کو۔۔ ایک کمیٹی انہوں نے بنائی ہے۔ اس کا فوری فیصلہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس قسم کی میٹنگوں میں کمیٹی بنانا مسئلے کو ٹالنے کے برابر ہے۔ اب تک تو یہی ہوا ہے کہ جس کی

کمیٹی بنی ہے اس فیصلہ جلد نہیں ہوا۔ لہٰذا آپ کے توسط سے میں وزیر اعظم سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ جو ان کی کمیٹی بنی ہے اس میں بڑے سینئر لوگ ہیں اس میں فوری طور پر فیصلہ کریں۔ اور ایسے حالات نہ ہوں اور جہاں تک چھ ہزار retainers کا مسئلہ ہے مجھے اس سلسلے میں کچھ پتہ نہیں لیکن کسی مل کا بہتر طور پر چلانا۔ یہ نہیں ہے کہ آپ مزدوروں کو ہٹائیں۔ آپ اسی مل کو productive بنائیں۔ اگر ۷۹ ہے تو ۹۵ فیصد چلائیں۔ بجائے اس کے کہ آپ مزدوروں کو بیروزگار کریں۔ اور ملک میں بے چینی کی فضا پیدا کریں شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب۔ جناب بہرہ ور سعید صاحب۔

جناب چیئرمین صاحبہ! بہت بہت شکریہ۔ میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں جس کمیٹی کے ممبر جناب اقبال حیدر صاحب بھی ہیں اور ہم شائد جنوری کی ۱۵، ۱۶ تاریخ کو اکٹھے اپنے چیئرمین کے ساتھ کراچی گئے اور دو دن مل کے حالات دیکھے اس کے چیئرمین کے بیانات سنے وہاں کے مزدوروں اور افسران سے ملے وہ بڑے خوش تھے یہاں روس سے ٹیکنالوجی آ رہی ہے اور ہم ٹیکنالوجی جمع کر رہے ہیں وہ اس بات کا اظہار کر رہے تھے کہ بہت جلد ہمارے انجینئر جو اس وقت اس مد میں ہیں وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ کم از کم کوئی چھوٹی سی سٹیل مل پاکستان کے کسی اور علاقے میں بھی لگا دیں گے خاص کر انہوں نے کالا باغ کے قریب خیال ظاہر کیا کہ یہاں ایک مل چل سکتی ہے جناب والا! جس طرح فصیح صاحب نے اور ہمارے دوستوں نے اس کی تھوڑی سی تاریخ بیان کی۔ جب پیچھے گئے تو اس پاکستان کے عالم وجود میں آنے کے بعد ایک کوشش شروع ہو گئی جتنے interested حضرات تھے جن کا کنٹرول خاص خاص اہم اہم imports پر تھا ان کی یہ خواہش تھی اور ان کی یہ کوشش تھی جن میں ایک صاحب کا نام بھی لیا گیا کہ یہاں پر بنیادی صنعت نہ ہو تاکہ پاکستان ہمیشہ کے لئے اپنی ضروریات کے خاص کر اپنی افواج کی ضروریات کے لئے باہر ممالک پر انحصار کرے اور اس میں کافی حد تک کامیاب ہوئے مگر سٹیل جو کہ آج کل کسی بھی انڈسٹری کے لئے ایک بہت اہم ضرورت ہے اور میں یہ کہوں گا کہ سٹیل مل ایک ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتی ہے ایک سٹیل مل پاکستان کے لئے بھی قدرت کی مدد سے روس نے مہربانی کر کے ایک سٹیل مل یہاں لگائی پہلے رپورٹ یہ آئی کہ اس کو چلانے کے لئے کوئی نہیں ہے اس کو کوئی نہیں چلا سکتا کوئی بھی پاکستانی اس اہل نہیں سوائے پانچ چھ بندوں کے جو کہ وہاں گئے وہاں سے تربیت حاصل

کی اور واپس آئے جنرل سعید قادر صاحب نے اس وقت اس کو سنبھالا اور اس قابل بنایا کہ یہ مل چلی اور کافی چلی اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مل تقریباً ہر سال خسارے میں چلتی رہی مگر ہمیں سٹیل جہاں جہاں ضرورت تھی جہاں پر وہاں بڑی سخت instructions تھیں وہاں سٹیل ہمیں وہاں سے سٹیل کافی مقدار میں ملتی رہی لیکن یہ ستم ظریفی ہے ہماری اس قوم کی ہمارے اس ملک کی کہ جو حکومت تبدیل ہوتی ہے یا ایک خاص حکومت جو بدقسمتی سے اس ملک میں لائی جاتی ہے تو اس کی کوشش ہوتی ہے اور یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس ملک میں یہاں پر کم از کم صنعتی جو امن و سکون ہے وہ قائم نہ رہے مجھے اچھی طرح سے یاد ہے جب سابقہ حکومت برسر اقتدار آئی تو پہلے حملہ سٹیل مل پر ہوا۔

جناب منظور احمد گچکی : پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اگرچہ سیاسی طور پر میں اس آدمی سے وابستہ نہیں جس کے بارے میں وہ کہہ رہے ہیں اور جس پارٹی کا reference دے رہے ہیں اسی پارٹی نے تو سٹیل مل لگائی ہے ذوالفقار علی بھٹو نے سٹیل مل لگائی ہے یہ کس طریقے سے الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ کو اتنا مسخ تو نہ کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہیں' جی۔ اخونزادہ صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : گچکی صاحب۔ شاید جلدی میں تھے وہ میرے بڑے دوست ہیں وہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طریقے سے وہ میری تقریر میں مداخلت کریں مگر میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ مجھے ۱۰۱ دفعہ بھی interrupt کریں مجھے پٹڑی سے اتار نہیں سکیں گے اس لئے ان کی یہ کوشش ناکام ہے اور یہ کوشش نہ کریں۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب ۔ وہ آج تک کبھی پٹڑی پر چڑھے ہی نہیں سینیٹ کی تاریخ میں

اخونزادہ بہرہ ور سعید : اور پھر اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ مجھے اپنی تقریر دوگنی کرنی پڑتی ہے جناب والا! میں اس امر سے انکار نہیں کرتا کہ یہ سٹیل مل ذوالفقار علی بھٹو کے عہد حکومت میں لگائی گئی تھی میں نے کب اس سے انکار کیا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک پودا جب آپ لگاتے ہیں تو اس پودے کو پھر آپ اکھاڑ کر پھینک دیں یا جس پودے کو اگر باپ لگاتا ہے تو اس کا بچہ اس کو اکھاڑ کر پھینک دے یہ کسی کو حق نہیں پہنچتا اگر اس نے سٹیل مل یہاں لگوائی اس کی مہربانی اس کا فرض بھی تھا

اس کے لئے اس نے بہت بڑا پارٹ پلے کیا تھا ایک بہت بڑی سازش بھی کی تھی لیکن میں اس چیز میں نہیں جاتا پھر گپ گپ صاحب اٹھ کر کچھ کہیں گے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کے لئے اس نے بڑی محنت کی تھی وہ محنت اپنے طور پر بجا جو اس کو سزا ملنی تھی الحمد للہ اس کو مل گئی تو جناب میری گزارش اس میں یہ کہ یہ مل کوئی اکھاڑہ نہیں ہے اس پر حکومتیں اگر وہاں اپنی unions بنا کر ایک جماعت یونین بناتی ہے دوسری جماعت یونین بناتی ہے تیسری جماعت unions بناتی اور ٹکراتی ہے کبھی رینجرز آتے ہیں کبھی کوئی چیز وہاں ان سے بھرتی ہو جاتی ہے کبھی کہتے ہیں کہ جس علاقے میں یہ مل لگائی گئی ہے اس میں ساری ملازمتوں پر اس علاقے کے لوگوں کا حق ہے کبھی کیا چیز کبھی کیا چیز میں نہیں سمجھتا کیا واقعہ ہے اس مل کو بند کروانے سے کیا مقصد ہے اس کا ایک ہی واحد مقصد ہے جناب کہ یہاں پر فولاد کا کارخانہ بند ہو اس وقت قبضہ مخالفانہ بھی ہو گا لیکن قبضہ مخالفانہ سے نہیں میرے لئے دکھ کی بات یہ ہے کہ ایک طرف وہ حکومت جو کسی کو اٹھا کر یہاں بٹھا دیتے ہیں جب عوام اس کے خلاف ہو اس کو ہٹا دیتے ہیں تو پھر اس حکومت کی پھر یہ کوشش ہوتی ہے کہ پاکستان کو کرپل کیا جائے اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان ایک چھوٹا ملک ہے ہم مقروض بھی ہیں ہم چھوٹے بھی ہیں لیکن ہم بے غیرت قوم نہیں ہیں وہ اس پر ہمیں مجبور نہیں کر سکتے کہ آج سٹیل بند کر کے ہم اس کے دروازے پر کشکول لے کر جائیں گے کہ انکل سام اس میں کچھ ڈالیئے وہ دن گئے وہ دور گیا وہ وڈیروں کی حکومت اب انشاء اللہ جانے والی ہے اب یہاں پر ایسی چیز نہیں چلے گی اس واسطے جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں ہم جب گئے اس وقت جو چیئرمین صاحب تھے اس وقت جو انتظامیہ تھی وہاں جو کچھ اس نے دکھایا وہاں تو سبز باغ ہی سبز باغ تھا جسٹس کیانی صاحب خدا ان کو بخشے انہوں نے ایک تقریب میں لاہور میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان بننے سے پہلے تو ہمیں بہت سبز باغ دکھائے گئے لیکن جب اب وقت آیا تو یہاں کالا باغ آیا اس وقت کالا باغ صاحب گورنر تھے تو جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ کسی پودا لگانے والے کو' باغبان کو جس کو ہم باغبان مقرر کرتے ہیں اس کو تنخواہ دیتے ہیں اس کو مکان دیتے ہیں اس کا یا اس کے بچوں کا حق نہیں ہے کہ اس پودے کو کاٹ دے یا اکھاڑ دے اب اس وقت جب وہ capacity پر جا رہی تھی پیداوار اس کی بہت زیادہ ہو گئی تھی ہمیں بتایا گیا تھا کہ

انشاء اللہ اب وہ منافع میں جائے گی اور وہ بہت زیادہ پیسہ کمائے گی اور واقعی حالات ایسے تھے ہم نے آنکھیں بند کر کے فائلیں نہیں دیکھیں ہم نے آنکھیں بند کر کے وہاں پر چکر نہیں لگائے ہم نے اس کو اس نکتہ نظر سے اس کو دیکھا کہ یہ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے اس وقت پاکستان کو سٹیل کی اشد ضرورت ہے اس چیز کو مدنظر رکھا کہ وہ حکومتیں جو کبھی ہمیں سٹیل مہیا کرتی تھیں یا سپلائی کر سکتی تھیں انہوں نے اس کو بند کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کرپل ہو بلکہ ہماری وہ سب امداد جو وہ دے رہے تھے اس کو بند کر کے پاکستان کو محتاج کریں پاکستان کو مجبور کریں کہ وہ اپنی ایسی طاقت نہ بڑھائے کہ جس سے اسرائیل خفا ہو جس سے کہ ہندو خفا ہو جس سے کہ سولارز خفا ہو جناب والا! میں حیران ہوں کہ اس طرح سے اگر اندر کسی تنظیم کو جو کہ بڑی بری بات ہے کہ لوگ بناتے ہیں کبھی سکول میں بناتے ہیں کبھی کالج میں بناتے ہیں کبھی students union ہے کبھی labour union ہے اس کی آڑ لے کر کسی کو مورد الزام ٹھہرایا جائے یہ CBA تھا میں تو وہ چیز بیان کر رہا ہوں جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے میرے ساتھ یہ میرے دوست جو یہاں پر اس دن اخبار کے اخبار پیش کر رہے تھے میں نہیں جانتا اس وقت جو جنرل صاحب وہاں چیئرمین ہیں ہیں ان کو نہیں جانتا لیکن وہ سارے اخبار اس کو کیوں پہنچاتے ہیں جتنے وہ bulletin نکالتے ہیں وہ سارے کے سارے میرے دوست اقبال حیدر صاحب کو کیوں پہنچاتے ہیں کیا وجہ ہے اس میں کیا راز ہے۔ کیا ان کو یاد آتا ہے بے نظیر بھٹو کے وقت میں اس پر حملہ ہوا اور پولیس بھیجی رینجر بھیجی ایک آدمی کا نشانہ بنا کر کہ وہ ہے فلاں آدمی اس کو مارو اور اس کو گولی ماری گئی یہ مجھے یاد ہے وہ اخبار بھی میرے پاس ہے وہ کٹنگ بھی میرے پاس ہے پھر اگر اس کا علاج کیا جاتا ہے تو کیا بری بات ہے کیا ضروری تھا کہ وہ مر جاتا اگر خدا نے اس کی پوری نہیں کی تھی اور وہ بچ گیا تو اس کا یہ نہیں ہے کہ تم اس کو مارو۔ اگر وہ ملک کے لئے حاضری بھرے تو اب اس کو آئے۔ ملک کے لئے یہ ایک مسئلہ ہوا کہ اس کے امن کو ڈسٹرب کیا گیا کس وقت میں ایسے وقت میں جب کہ یہاں پاکستان میں امن کی اشد ضرورت ہے۔ اس وقت جب کہ سندھ میں خاص کر امن کی ضرورت ہے یہ سندھ میں ایسی جگہ پر واقع ہے خاران مکران

سمندر کے ساحل پر یہ ایسی جگہ پہ جہاں گڑبڑ پھیلانے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے چھ ہزار مزدور نکالے گئے کیوں نکالے گئے میرے دیر میں ایک کارخانہ ہے اسے بند پڑے ہوئے پانچ سال ہوئے ان کے مزدوروں کو تنخواہ دی جاتی ہے ان میں سے ایک مزدور بھی نہیں نکالا جاتا کیا بات ہے؟ کراچی ادھر ہے تو میرا دیرا دھر ہے اس کو تو مزدور کام کرتے ہوئے نکالے جاتے ہیں جو کماتے ہیں جو محنت کرتے ہیں جو روٹی پیدا کر کے اپنے بچوں کو دیتے ہیں میرے والے کارخانے کے مزدور حرام کی کھاتے ہیں اور پھر اوپر سے اپروچ کرتے ہیں کہ تنخواہ بڑھ گئی ہے اب ہمارے ساتھ آپ جایئے اور ہمیں دوسرا گریڈ دلا دیجئے یہ کیا پالیسی ہے تو میں اس پوائنٹ پر کہ جب بھی اس ملک میں کوئی ایسی حکومت آتی ہے اس کا اس مل پر پہلا وار ہوتا ہے کیوں ہوتا ہے یہ بڑے خدشے کی بات ہے یہ بڑی تشویش کی بات ہے فکر کی بات ہے یہ سوچنا چاہئے میں ان حضرات سے اپیل کرتا ہوں خدا کے واسطے آپ کی کسی فرد کے ساتھ مخالفت ہے اگر آپ کو کوئی فرد پسند نہیں ہے اگر آپ کو کوئی پارٹی پسند نہیں ہے تو خدارا آپ اس ملک میں رہتے ہیں اس ملک کو تو پسند کیجئے اس ملک کے ساتھ تو آپ مخالفت نہ کریں اس ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کیجئے اگر آپ سے یہ نہیں ہوتا تو مہربانی کر کے وہاں تشریف لے جایئے جو آپ کو پسند ہو اس ملک میں ایسے لوگوں کی گنجائش نہیں ہے اس ملک میں امن عامہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا یہ صحیح بات نہیں ہے یہ patriot کی حرکت نہیں ہے بظاہر یہ کہ میں اس کا دفاع کرتا ہوں بظاہر یہ کہ میں بڑی خوبصورت انگریزی بولتا ہوں بظاہر یہ کہ میں اس کے سارے واقعات جانتا ہوں یہ کافی نہیں ہے۔ پہلے اس مل میں گڑبڑ پیدا کرنا دوسرا یہ کہ اس مل سے مزدوروں کو نکال کر بیروزگاری پیدا کرنا ایک دوسری حرکت ہے پھر جناب ایسے وقت میں جب کوئی دوسرے وہاں جاتے ہیں میں حیران ہوں کہ ایڈمنسٹریشن ہے کیا عجیب ایڈمنسٹریشن ہے۔ جنرل صاحب گئے کیا فتوحات کرتے ہیں میں ان جنرل صاحب کو نہیں جانتا وہ روز چھ ہزار کو ادھر ادھر کرتے ہیں تو روز بلیٹن نکلتا ہے سی بی اے یہ کیا سی بی اے نے یہ کیا بھائی خدا کے لئے تم وہاں مقابلہ کرنے جا رہے ہو مل تو بڑی patriot پر آگے جا رہی تھی اس کا ٹارگٹ تو بہت زیادہ تھا۔ ۷۲ فیصد سے آگے جا کر ۸۱ فیصد پر وہ جا رہی تھی جس وقت آپ گئے آپ نے ۶ ہزار مزدور کم کر دیئے یہ کیوں کیا؟ امن عامہ میں آپ نے خلل کیوں ڈالا آپ نے ڈالا اٹھوایا دونوں ایک چیز ہیں یہ پاکستان کے دشمنوں کے ساتھ مل کر پاکستان کو نقصان پہنچانے کی ایک گہری

سازش ہے۔ اس کو آپ بند کریں۔ اس واسطے بند کریں تاکہ میرے بھائی اقبال حیدر کو پھر بلیٹن نہ ملے بھائی آپ میرے ساتھ تھے آپ کراچی کے رہنے والے ہیں میں کراچی کا باشندہ نہیں ہوں آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا یہ سب کچھ غلط ہے آپ نے یہ کیوں نہیں کہا کہ یہ جرنیل جو چیئرمین ہے یہ غلط بیانی کر رہا ہے آپ نے کیوں نہیں بتلایا کہ یہ مزدور جو ریٹیز ہیں ان کو نکالنا چاہئے آپ نے کیوں نہیں انفارم کیا کہ یہ جو ڈیلی ویجز ہیں ان کو نکالنا چاہئے آپ کی یہ غفلت ہے یا نہیں قانون میں اس کو کیا کہتے ہیں۔ ہے یا نہیں it is gross negligence

سید اقبال حیدر : محترمہ! پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ محترمہ کاش کہ میری حکومت ہوتی اور میں پروڈکشن منسٹر ہوتا اور میں تمام تر معاملات سے آگاہ ہوتا تو میرے دوست کی شکایت بجا تھی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی۔ بس جی۔آپ ڈیلیٹیل میں نہ جائیں۔ اقبال حیدر صاحب تشریف رکھیں۔

سید اقبال حیدر : دوسری بات جو میں نے یہاں خبرنامے پڑھے سٹیل مل میں جو کچھ دہشت گردی ہو رہی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ اپنی تقریر میں بات کریں۔ اقبال حیدر صاحب تشریف رکھئے۔

سید اقبال حیدر : میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ وہ خبرنامے فروری میں چھپے ہیں اور یہ میٹنگ ۱۵ دسمبر کو ہوئی تھی جو خبر چھپی فروری میں ہو اس کا مجھے پہلے سے الہام نہیں ہو سکتا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اقبال حیدر صاحب تشریف رکھیں۔ جناب چوہدری نثار صاحب۔

چوہدری نثار علی خان : آج یہاں ایک تحریک التواء تھی کیونکہ نیشنل اسمبلی میں there was a question hour on Ministry of Petroleum and Natural Resources. تو میں نے دوپہر کو deferment کے لئے ایک درخواست دی تھی مگر شاید وہ ملی نہیں تو مہربانی کر کے وہ کل ڈیفر ہو جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وہ ملی نہیں ہے next meeting میں ہو گا کل تو نہیں

ہے۔ شکریہ' جناب بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میرے دوست خواہ مخواہ ناراض ہوتے ہیں یہ تو میرے دوست ہیں میرے ساتھی تھے انہوں نے میری راہنمائی نہیں کی زیادہ غفلت ان کی ہے اگر یہ مجھے بتا دیتے کہ ہاں اس میں یہ نقائص ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اچھا بیان کریں۔ چھوڑیں ان کی بات۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میں وہ پاکستانی نہیں ہوں کہ کسی کی خوشامد کروں یا خواہ مخواہ اٹھ کر No کروں۔ میں وہ نہیں ہوں میں تو اس مٹی کا عاشق ہوں کسی فرد کا نہیں جناب والا! یہ وہ سازش ہے۔ کبھی تو "ادھر تم ادھر ہم" والی بات کامیاب ہو گی پھر اب سٹیل مل کی ایڈ بند کرائی گئی دو ہو گئی اب یہ سٹیل مل بند کرانے کی کوشش ہے۔ خدانہ کرے۔ تو یہ تین ہو جائے گی سندھ میں ایسے حالات پیدا کئے جارہے ہیں اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ سندھ کے وہ ہندو جو یہاں سے گئے تھے اب وہ راجستھان میں ہیں۔ اجمیر میں ان کی کافی تعداد ہے۔ میں اجمیر شریف گیا ہوں میں ان ہندوؤں کو ملا ہوں انہوں نے ان کے ساتھ جائنٹ وینچر شروع کیا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب۔ یہ ہندو سے ملے کیوں تھے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : منظور احمد گچکی صاحب .No پوائنٹ آف آرڈر آپ تشریف رکھیں بہرہ ور سعید صاحب آپ جاری رکھیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب۔ ہندوؤں سے ملنا تو ان کو ناگوار گزرتا ہے مگر ہندو کے ساتھ دوستی کرنا انہیں بڑا پسند ہے۔ واہ جی واہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا۔ میں عرض کر رہا تھا اس بیلٹ میں راجستھان کے ساتھ سندھ کی جو بیلٹ ہے اس میں خوبصورت خوبصورت ریسٹورنٹ کس نے بنوائے ہیں وہاں کس کی دعوت کی جاتی ہے۔ وہاں کالجوں پر کن پروفیسروں کا قبضہ ہے یعنی یہ حیرت کی بات ہے آپ یقین جانئے میں یہاں سٹیٹ منٹ دیتا ہوں کہ ہم نے وائس چانسلرز کی میٹنگ بلوائی اس میں ہندو جنٹیلمین موجود تھے وائس چانسلر متفقہ طور پر اس سے منکر ہو گئے کہ یہاں پر کوئی ہندو نہیں ہے۔ کسی گورنمنٹ افیشل نے مجھے چٹ بھیجی کہ فلاں جو بیٹھا ہوا ہے وہ ہندو ہے میں یہ عرض کر

رہا تھا کہ وہاں پر ملی بھگت ہوئی ہے وہ لوگ جو یہ کہہ رہے تھے ہمیں حکومت نہ ملتی اگر راجیو کی فوج سندھ کی سرحد پر نہ آتی ہمیں حکومت نہ ملتی اگر سولارز یہاں تشریف نہ لاتے۔ بھائی صاحب آپ کو حکومت نہ ملتی اگر ۱۹۷۰ء میں مشرقی پاکستان کا حادثہ پیش نہ آتا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب۔ اپنی تقریر سٹیل مل تک محدود رکھیں۔

جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں یہ پاکستان کو کمزور کرنے کی بہت گہری سازش ہے اس مل میں گڑبڑ کروا کے کراچی کا سکون جو اب بحال ہوا ہے۔ حیدر آباد میں جو شمع بجھ گئے تھے وہ اب پھر جگمگا اٹھے ہیں وہاں وہ اسے دیکھنا برداشت نہیں کر سکتے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اس واسطے اس نتیجے پر پہنچنے کی ان کی کوشش ہے' ان کی خواہش ہے۔ لانگ مارچ کو دیکھئے۔ یہ لانگ مارچ کس چیز کے لئے ہے؟

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ سٹیل ملز پر بات کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں جناب۔ یہ جناب وہاں سے شروع ہوئے۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید: یہ وہاں سے شروع ہوئے ہیں' یہاں کیا کیا نقلیں ہوئی ہیں کیا کیا چیزیں ہوئی ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب' آپ اپنی تقریر کو سٹیل ملز تک محدود رکھیں جب آپ صدارتی تقریر پر بحث کریں گے تو پھر اس بات کو کہہ لینا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: یعنی ان کو یہ بات چبھتی ہے کہ میں کہوں کہ لانگ مارچ غلط ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب' اس کے لئے دس منٹ کا وقت ہے۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید : یہ لانگ مارچ ماوزے تنگ نے کی تھی، اس میں لڑائی بھی ہوئی تھی تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس کی نقل کر رہے ہیں۔ یہ کس کی نقل کر رہے ہیں۔

تو جناب، میں عرض کر رہا تھا کہ وہ پولیٹیکل جماعتیں جو حیدر آباد سے نکالی گئی ہیں یا ختم کر دی گئی ہیں۔ اس میں بھی اسی طرح کی کوئی شے سازش میں شریک ہے۔

سید اقبال حیدر : مسلم لیگ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : لاحول ولاقوۃ۔ لاحول ولاقوۃ۔ لاحول ولاقوۃ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ اقبال حیدر صاحب، شکر کریں کہ مسلم لیگ نہ ہوتی تو میں اور آپ نہ ہوتے۔ جناب والا! مسلم لیگ نہ ہوتی تو میں اور آپ سینٹر نہ ہوتے، آپ کیا باتیں کرتے ہیں۔ مسلم لیگ کا نام وضو کر کے لو۔ یہ تو آپ کے لئے رحمت ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بہرہ ور سعید صاحب، تین منٹ رہ گئے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : آج آپ کو فرنٹ بنچوں پر بٹھا دیا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بہرہ ور سعید صاحب، آپ سٹیل ملز پر بات کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب! میرا جی چاہتا ہے کہ جب یہ کچھ کہتے ہیں۔

(Interruption)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! ان کا یہ کہنا ہے کہ ہمیں یہاں مسلم لیگ نے بٹھایا ہے میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں یہاں اپنے عوام نے بٹھایا ہے۔

جناب منظور حسین گچکی : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ تشریف رکھیں، مندوخیل صاحب، پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں اور پھر پہلے اخونزادہ صاحب کو اپنی تقریر پہلے ختم کرنے دیں۔ بہرہ ور سعید صاحب، آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : ہمیں عوام نے یہاں بٹھایا ہے۔

جناب منظور حسین گچکی : جناب والا! ہمیں بولنے کی اجازت دی جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میں کسی کو بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت نہیں دے رہی ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ بہرہ ور سعید صاحب، آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب منظور حسین گچکی : جناب والا! آپ انہیں یہ یقین دہانی کرا دیں کہ وہ سن رہے ہیں اور ان کے نمبر کافی بڑھ گئے ہیں۔ تاہم وزارت وغیرہ تو ان کو ملنی ہی نہیں ہے خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : نو، پوائنٹ آف آرڈر، آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بہرہ ور سعید صاحب، آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! میں ختم کر رہا ہوں لیکن عرض کرتا ہوں ان دوستوں کی خدمت میں جو بیٹھے ہوئے ہیں بلوچستان کے ایک کونے میں اور وکالت پختون کی کر رہے ہیں۔ ان کا میرے ساتھ کیا حق ہے۔ میں نے ان کو کب وکیل مقرر کیا ہے۔ وہ میرے لئے کیوں بات کرتے ہیں میں اپنی زمین میں خوش ہوں وہ میرے صوبے کے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں۔ ان کو اس کا کوئی حق نہیں پہنچتا ہے۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ بھی سٹیل ملز پر بات کریں۔ مندوخیل صاحب، آپ بھی تشریف رکھیں۔ پھر اس طرح تو یہ بحث نہیں ہو سکے گی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : ہم نے عرض کیا ہے کہ ہمیں یہاں مسلم لیگ نے نہیں بلکہ عوام نے بٹھایا ہے۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ تشریف رکھیں۔ بہرہ ور سعید صاحب' آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میں حیران ہوں ایسے لوگوں پر جو مجھ پر انگشت نمائی کر رہے ہیں۔ یہاں وہ اپوزیشن میں ہیں اور بلوچستان میں گورنمنٹ میں ہیں۔ ان کو کیا حق پہنچتا ہے۔ ڈبل گیم کیوں کھیلتے ہیں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بہرہ ور سعید صاحب' آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے' آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سٹیل ملز کے حالات جان بوجھ کر بگاڑے گئے ہیں۔ وزیر پیداوار نے اس سلسلے میں بڑی محنت کی' میں یہ اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں کہ وہ میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ویسے تو میرے سامنے اور وزیر بنے بیٹھے ہیں ان سے بڑے وزیر بھی بیٹھے ہوئے ہیں' ان میں زکوٰۃ کے بھی ہیں' عشر کے بھی ہیں' بجلی کے بھی ہیں لیکن میں ان کی تعریف اس لئے کر رہا ہوں کہ انہوں نے تو ایک مردہ میں جان ڈال دی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بہرہ ور سعید صاحب' آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے' آپ تشریف رکھیں۔ جناب اشتیاق اظہر صاحب' اگلے سپیکر ہیں۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید : اجازت ہو تو آخر میں ایک شعر پڑھ لوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : پڑھ لیں۔ جی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی میرے صیاد کی ہے

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ۔ جناب اشتیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر : مجھے بڑی خوشی ہے کہ آج کے اجلاس میں جناب فصیح اقبال صاحب اور جناب بہرہ ور سعید صاحب نے سٹیل ملز کے حوالے سے بہت

اچھی باتیں کی ہیں اور یہ واقعہ بھی ہے کہ گزشتہ ایک سال کے دوران سٹیل ملز کی پرفارمنس واقعتاً قابل تعریف رہی ہے اور اس عرصہ میں جو خسارہ سو ملین تھا وہ بہت کم ہو گیا ہے اس پر ہمیں خوش ہونا چاہئے میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر جگہ، ہر بڑے ادارے میں سی بی اے ہوتی ہے، پی آئی اے میں بھی ہے اور دوسرے اسی طرح کے اداروں میں بھی ہے لیکن یہاں کی سی بی اے کے بارے میں جیسے کہ ابھی بہرہ ور سعید صاحب نے کہا کہ اس کی اچھی performance کا اعتراف خود اس کے سابق چیئرمین نے کیا جب سی بی اے یونین منتخب ہے، سی بے اے یونین کے پاس اختیار ہے تو پھر یہ کہنا کہ سی بی اے یونین غلط کام کر رہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا بہت ہی افسوس ناک ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب سٹیل ملز کی کارکردگی بہتر ہے جب سٹیل ملز میں خسارہ کم ہو رہا ہے، جب سٹیل ملز کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہو رہا ہے، جب سٹیل ملز کی سی بی اے کام کر رہی ہے، تو اس کی اس لئے مخالفت نہیں ہونی چاہئے کہ سی بی اے یونین پی پی کی نہیں ہے یا جماعت اسلامی کی نہیں ہے۔ سی بی اے یونین بہر حال سی بی اے یونین ہے اور اس سی بی اے یونین نے بہتر پرفارمنس کا مظاہرہ کیا ہے مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب نئے چیئرمین صاحب تشریف لائے تو کن حالات میں سٹیل ملز میں لائے گئے، یہ الگ بات ہے لیکن یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ انہوں نے یہ تاثر دیا ہے کہ وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس میں چیف آف دی آرمی سٹاف اور پرائم منسٹر کی concurrence حاصل ہے۔ قاعدے کی بات تو یہ ہے کہ سٹیل ملز وزارت پیداوار کا ایک حصہ ہے اسی وزارت پیداوار کے انڈر ہونا چاہئے۔ یہ جو مخالفت اور مخاصمت کی کیفیت ہے، مقابلے کی کیفیت ہے، اس کو اگر condone کیا جاتا رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے صرف کراچی کا صنعتی امن ہی نہیں بلکہ پورے ملک کا صنعتی امن تباہ ہو سکتا ہے آپ کو معلوم ہے کہ یہاں خود ہمارے وزیر ریلوے نے کہا تھا کہ ایک لاکھ کے قریب فالتو عملہ کام کر رہا ہے لیکن وہ عملہ ہٹایا نہیں گیا۔ اس سے پہلے اعلان کیا گیا کہ ۵۰ ہزار کے قریب نئی ملازمتیں فراہم کی گئیں، ان میں سے بیشتر کام کر رہے ہیں، اب اگر سی بی اے یونین کے تعاون سے وہاں اچھی کارکردگی ہے، اور اب اگر بہرہ ور سعید

اور ان کے ساتھیوں نے ایک اچھی تجویز پیش کی ہے تو یہ اچھی بات ہے۔ ان کی تجویز کے مطابق جو ریٹیرز تھے جن کی وجہ سے کارکردگی بہتر ہوئی ہے جو زیر پیداوار سے پہلے سے کام کر رہے ہیں' ان کو اگر مستقل کر دیا جاتا تو کوئی ایسا طوفان برپا نہیں ہوتا' کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم اس ملک میں بیروزگاری ختم کرنے کی بات کر رہے ہیں لیکن اسٹیل ملز میں جہاں کارکردگی بہتر تھی' جہاں کارکردگی اچھی تھی' جہاں سی بی اے یونین ایک فعال کردار ادا کر رہی تھی وہاں پر چھ ہزار افراد کو بے روزگار بنا کر چھ ہزار گھروں میں چولہے بجھا دیئے گئے' یہ یقیناً بہت تکلیف کی بات ہے۔

جناب والا! میں تو اس کے بھی خلاف ہوں کہ مختلف اداروں میں جرنلوں کو لا کر بٹھایا جاتا ہے کیونکہ وہ جرنیل ہوتے ہیں اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ان کا حق ہے' ان کا استحقاق ہے جس سے وہ ایسی صورت حال پیدا کرتے ہیں کہ ایک اچھا اور بنا بنایا کام بگڑ جاتا ہے' اور یہی صورت حال آج کل کراچی میں رونما ہو رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تو سی بی اے یونین کا بڑا کنٹرول ہے' سی بی اے یونین کا بڑا پازیٹو رول ہے کہ اسٹیل ملز کے چیئرمین جو ایک ہنگامہ کروانا چاہتے تھے' جو وہاں کا صنعتی امن تباہ کرنا چاہتے تھے' جو وہاں پر مقابلے کی کیفیت پیدا کرنا چاہتے تھے' وہ کیفیت پیدا نہیں ہو سکی ہے۔ اب چھ ہزار افراد بے روزگار ہو گئے ہیں اور ان کے گھروں میں تباہی و بربادی کا سامان ہے' یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ سی بی اے یونین اگر جماعت اسلامی کی نہ ہو' اگر سی بی اے یونین پیپلز پارٹی کی نہ ہو' تو وہ سی بی اے یونین نہیں ہے' اب یہ concept ختم ہو جانا چاہئے اور سیاسی جماعتوں کو directly یا indirectly کوئی کارروائی صنعتی امن تباہ کرنے کے لئے نہیں کرنی چاہئے۔

یہ بڑی اچھی بات ہے کہ یہ قرارداد پیش ہوئی ہے اور اس قرارداد کے اوپر مختلف دلائل دیئے گئے۔ میں وہاں کی سی بی اے یونین کو قابل تعریف اور قابل پذیرائی سمجھتا ہوں' کہ جس نے انتہائی اشتعال انگیزی کے باوجود بہتر رویہ اختیار کیا۔ اس بات کے باوجود کہ چیئرمین میدان جنگ میں اترے ہوئے ہیں' وار پر وار کرتے چلے جا رہے ہیں' اب تک کوئی ایسی بات نہیں کی ہے کہ جس سے

کہ اسٹیل ملز کا صنعتی امن تباہ ہو۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ کراچی ہے، کراچی میں اتنے لوگوں کو بے روزگار کر دینے سے، مجھے یقین ہے اور میں آپ کو بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ایسے حالات پیدا ہو سکتے تھے کہ جس سے سٹیل مل تباہ ہو سکتی تھی۔ یہاں یہ بات کی گئی کہ سٹیل مل جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں لگا میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس میں بھی دو سال کی تاخیر کی گئی پہلے جہاں سٹیل مل لگانا چاہئے تھا وہ سائیٹ بدلی گئی اس سائیٹ کو تبدیل کرنے میں دو سال کی تاخیر کی گئی پھر یہ سٹیل مل لگایا گیا پھر جب یہ سٹیل مل لگا تو مسلسل خسارے میں چلتا رہا اب صورتحال یہ پیدا ہوئی تھی کہ ہمارے نئے وزیر پیداوار کی کوشش سے وہاں پر پروڈکشن بھی بڑھی تھی خسارہ بھی کم ہوا تھا .C.B.A یونین کی بھی تعریف ہو رہی تھی سارے positive achievements ہو رہے تھے ایک جنرل صاحب مسلط کر دیئے گئے اور انہوں نے پوری کوشش یہ کی ہے کہ سٹیل مل کا صنعتی امن تباہ ہو جائے میری Expunged as ordered by the Deputy Chairman.
آپ سے درخواست ہے میں وزیر اعظم سے عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ان کا نام لیا گیا ہے میں .C.O.As سے مخاطب ہوں کیونکہ ان کا نام لیا گیا ہے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سٹیل مل کو سٹیل مل ہی رہنے دیا جائے یہ پبلک سیکٹر کا ایک ادارہ ہے یہ پاکستان کا جیسے بہرہ ور سعید نے کہا تھا ریڑھ کی ہڈی ہے پاکستان میں سٹیل مل کا وجود، پاکستان میں سٹیل مل کی ترقی پورے پاکستان کی ترقی کے مترادف ہے ماضی میں جیسا کہ ہمارے دوستوں نے کہا اس بات کی سازشیں ہوتی رہی آپ کو یاد ہو گا کہ کرٹس نے ایک زمانے میں کالا باغ میں سٹیل مل لگانے کا فیصلہ کیا تھا اور سپورٹ کی تھی لیکن کہتے ہیں کرٹس کی کوششوں کے باوجود وہاں سٹیل مل نہیں لگانے دی گئی اب یہ روسیوں کے تعاون سے ایک بات ممکن ہوئی ایک سٹیل مل قائم ہوئی اس کی پیداواری صلاحیت اب بڑھ رہی ہے اب وہ سنہری دور آ رہا تھا کہ جس میں یہ سٹیل مل ترقی کرتا، یہ سٹیل مل ملک کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتا، اس سے پورے ملک کی پیداواری صلاحیت بڑھتی فولاد کی صنعت ترقی کرتی، کامرانی کی منزل طے کرتی ایک اب جنرل کو لا کر بٹھا دیا گیا اور ان جنرل صاحب وہاں پر جو کچھ کیا ہمارے سامنے ہے یہ نہیں ہونا چاہئے مجھے فصیح اقبال کے

اس خیال سے اتفاق ہے کہ انتظامیہ کا رول انتظامیہ کی حد تک ہی رہنا چاہئے۔ اور جو سی بی اے کا رول ہے اور سی بی اے کو اسی حد تک اپنا کام کرنا چاہئے ہمارے ملک کی بڑی بدقسمتی ہے کہ اپنا کام کرنے کی بجائے دوسروں کا کام کرنے لگتے ہیں اس کا بدترین مظاہرہ کراچی سٹیل مل کے حوالے سے ہو رہا ہے۔ میری آپ سے پر زور اپیل ہے اور آپ کے ذریعے سے وزیر اعظم سے اپیل ہے کہ وہ اس نازک صورتحال کا بغور جائزہ لیں ایسے حالات پیدا کریں کہ جنرل صاحب کو معلوم ہو کہ وہ وزارت پیداوار کے under میں ہیں جنرل صاحب کو معلوم ہو کہ اگر انہوں نے وزارت پیداوار کے احکامات کی خلاف ورزی کی تو وہ جہاں ہیں وہاں نہیں رہیں گے اگر یہ ساری باتیں clear ہو جائیں ہر شخص اپنے فرائض سرانجام دینے لگے اگر سی بی اے کو کام کرنے کا موقع دیا جائے اور صورتحال کو بہتر بنانے اور سب لوگوں کا تعاون ہو رہا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ سٹیل مل کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ جن لوگوں نے سٹیل مل کا مسئلہ پیدا کیا ہے وہ اس ملک کی ترقی اور خوشحالی اور طاقت سے کھیل رہے ہیں ان کو اس قسم کی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے سٹیل مل کو وزارت پیداوار کے انڈر کام کر کے وہ رول ادا کرنا چاہئے کہ جو سٹیل مل کی انتظامیہ کا رول ہے ہم اگر اپنا اپنا کام کریں گے تو میڈم چیئرمین ہمیں یقین ہے کہ اس ملک کی ترقی ہو گی سٹیل مل جو اس ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے ترقی کرے گا اور وہ صورتحال پیدا ہو گی جو ہم سب کے مفاد میں ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب! حافظ حسین احمد صاحب۔

سید اقبال حیدر: آن پوائنٹ آف آرڈر محترمہ! افواج پاکستان کے بارے میں جو الفاظ انہوں نے ادا کئے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے کیونکہ یہ کہا گیا میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ صبیح قمر الزمان کا تعلق کیا امریکہ یا فرانس سے ہے؟ انہوں نے کہا [* * * *]

میڈم ڈپٹی چیئرمین: وہ حذف کر دیں جی۔ ۔ ۔ ۔

سید اقبال حیدر: دوسرا یہ کہا گیا کہ اس سٹیل مل کے بارے میں جو ابھی اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں وہ اس ملک کی بربادی کے ہیں وہ اس سٹیل

بحکم میڈم ڈپٹی چیئرمین الفاظ حذف کئے گئے

مل کی بربادی کے ہیں وہ اقدامات نہ پیپلز پارٹی نے اٹھائے ہیں نہ کسی اور نے' وہاں پر افواج پاکستان کا ایک نمائندہ ہے انتہائی توہین آمیز الفاظ ہیں خدا کے لئے اس ملک پر رحم کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: تشریف رکھیں' تشریف رکھیں اقبال حیدر صاحب۔ آپ تو تقریر شروع کر دیتے ہیں۔ جی' سید عباس شاہ صاحب۔

سید عباس شاہ: محترمہ! اشتیاق اظہر صاحب نے ایسی کوئی بات نہیں کی کہ جس کی حذف ضروری تھی انہوں نے تو Normal way میں کہا کہ اس کو ایسا کرنا چاہئے۔ دوسرا انہوں نے اتنی لمبی تقریر کر لی کہ وہ کس پوائنٹ پہ تقریر کریں گے اپنی باری پہ بولیں جی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: محترمہ! جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے اس میں میرے خیال سے ایک دو صنعتیں ایسی ہیں جن پہ ہم فخر کر سکتے ہیں لیکن المیہ یہ ہے کہ ان میں بھی ہمارے سیاستدان اور سیاسی راہنما اس انداز میں مداخلت کر رہے ہیں جہاں تک سٹیل مل کا تعلق ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا بھارت کے ساتھ مختلف محاذوں پہ مقابلہ ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے اور انڈیا کا سٹیل میں مقابلہ کرنا ایک ناممکن نہیں تو میں سمجھتا ہوں ایک انتہائی کٹھن مسئلہ ہے۔ لیکن اس وقت سٹیل مل جو ہم نے بھیک مانگ کر اور ایک ہمسایہ ملک جو ایک سپر طاقت تھا اسکے تعاون سے ہم نے سٹیل مل لگایا۔ لیکن محترمہ۔ اصل بات یہ ہے کہ سٹیل مل میں جو خام مال استعمال کیا جا رہا ہے وہ ہم دوسرے ممالک سے منگاتے ہیں اس وقت میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں اس وقت پاکستان میں اس سٹیل مل کے لئے ہمارے پاس خام مال وافر مقدار میں موجود ہے۔ بلوچستان میں چاغی کے مقام پہ پاچنک جہاں پر لوہے کے انتہائی بہت بڑے کافی ذخائر موجود ہیں اور اس کے بارے میں ہم نے حکومت سے بارہا مطالبہ کیا ہے کہ وہاں پر کم از کم ایک منی سٹیل مل نہیں لگائی جا سکتی ہے تو وہاں سے لوہا نکال کر جو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری کراچی کے سٹیل مل کی ۶۵ فیصد

ضروریات کو پورا کرتی ہے لیکن بدقسمتی سے آج کل سٹیل کا سکریپ جو ہے سیاسی رشوت میں ایک انتہائی معزز اور بڑا نام بن چکا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ دھڑا دھڑ اس عظیم فیکٹری سے مخصوص افراد کو سٹیل سکریپ کے پرمٹ issue کئے جاتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ ملک کے تمام اخباروں اور اس ایوان میں بھی اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

تیسری بات محترمہ! یہ کہ سٹیل مل کیا ایک صوبے کے لئے یا ایک علاقے کے لئے یا کسی ایک مخصوص جماعت کے لئے لگایا گیا تھا یا وہ ملک کے مفاد میں ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس ایوان میں ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ سٹیل مل میں جو ملازمتوں کا کوٹہ ہے اگر آپ اس کو اٹھا کر دیکھیں تو اس میں چھوٹے صوبوں کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کے کچھ افراد کو Adhoc کی بنیاد پہ رکھا گیا تھا لیکن پچھلے دو مہینے سے انہیں بھی فارغ کر دیا گیا۔ ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اتنے بڑے قومی ادارے میں صوبوں کے مختلف مفادات کا خیال نہیں رکھا جاتا' تحفظ نہیں کیا جاتا' تو پھر وہ قومی ادارے کی اہمیت ختم ہو کر رہ جاتی ہے سٹیل مل میں' ایک طرف ہمیں کہا جاتا ہے کہ جی ban لگا ہوا ہے لیکن اس ban کے دوران بھی ہزاروں افراد بھرتی ہوئے' اور مزے کی بات یہ ہے کہ ہمارے کچھ لوگ مزے اڑاتے ہیں ban کے دوران بھی ہزاروں افراد بھرتی کئے اور اس سے پہلے بھن کی حکومت کے دوران بھی ہزاروں افراد بھرتی ہوئے اب ظاہر ہے دوسرے جو بیروزگار ہیں ملک کے' وہ بیچارے کہاں جائیں۔ ہم درخواستیں لے کے مختلف وزراء کے پاس جاتے ہیں اور وہ ان پہ یہی لکھتے ہیں جناب اس وقت ban ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سٹیل مل میں جتنے بھی مزدور ہیں اس ایوان کے توسط سے میں گزارش کروں گا کہ تمام کی ایوان کو فہرست فراہم کی جائے اور انکی تقرری جن مراحل سے گزری ہے اس سے ہمیں آگاہ کیا جائے اور وہ جہاں کے domicile ہیں جہاں کے لوکل ہیں ان کے بارے میں ہمیں آگاہ کیا جائے اور اس ban کے دوران جتنی ملازمتیں دی گئی ہیں انکی فہرست بھی ہمیں مہیا

کی جائے اور پچھلے دور میں آج جن کی مخالفت اقبال حیدر صاحب کر رہے تھے وہ ان کے حلیف تھے اس دور میں بھی سٹیل مل میں جو ملازمتیں دی گئی ہیں ان کی بھی ہمیں فہرست فراہم کی جائے اسکے بعد ہم سمجھیں گے کہ واقعی اس ادارے کو ایک قومی ادارہ بنانے کی ہم کوشش کریں گے جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ سینڈک پراجیکٹ بھی بلوچستان کا بہت بڑا منصوبہ ہے اور محترمہ! اس کے بارے میں عرض کروں کہ سینڈک سے بھی سالانہ ایک لاکھ ٹن سٹیل مہیا ہو سکتا ہے آپ کی اس سٹیل مل کے لئے' اور اسی طرح پاچن کوہ سے بھی تقریباً دو اڑھائی لاکھ ٹن سالانہ خام لوہا مہیا ہو سکتا ہے ہم نہیں سمجھتے کہ سٹیل مل ہمارے پاس موجود ہے اس کے لئے ہم خام مال دیگر ممالک سے منگواتے ہیں اور اس پہ قیمتی زرمبادلہ صرف کرتے ہیں جبکہ ہمارے ملک کے ایک صوبے میں خام مال موجود ہے۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ اسکی طرف توجہ دی جائے اور جو مال سینڈک پراجیکٹ اور پاچن کوہ کے لوہے کے ذخائر ہیں وہاں سے جو حاصل کیا جا سکتا ہے اسے فوری طور پر نکالا جائے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جناب فرمایا جا رہا ہے کہ جنرل صاحب! مجھے تو سمجھ میں نہیں آتی کہ جناب ان جنرل صاحبوں سے ہماری جان کب چھوٹے گی۔ اور بہرہ ور سعید صاحب اسکی جنرل صاحب کی تقرری کس نے کی۔ اگر جنرل صاحب کی تقرری بھی آپ خود کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد اپنے مختلف نظریات کے حلیفوں کو خوش کرنے کے لئے پھر اپنے تقرر کردہ افراد کی مذمت کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں یہ انتہائی دوغلی پالیسی ہے۔ یہ کسی اور ملک سے نہیں آئے۔ آپ کے جرنیل ہیں۔ آپ ہی نے ان کا تقرر کیا ہے اور اس انداز میں یہاں بیٹھے ہمارے حزب اقتدار کے ساتھی بات کر رہے ہیں ویسے وہ اس کا اعتراف کر رہے ہیں کہ ان کے وزیر اعظم اور قائد ایوان' یہ نہیں بلکہ وزیر اعظم صاحب جو انتہائی بے اختیار ہیں کہ وہ اس جرنیل کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب تقرری انہوں نے کی ہے اور اگر واقعی ان میں خامی ہے تو یہاں رونے کی بجائے پہلے وہ اپنی حکومت سے یہ کہیں اور انہیں برطرف کرائیں اس کے بعد یہاں آئیں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سید علی حیدر: شکریہ چیئرمین صاحبہ! سٹیل مل کی موشن پر اس دن جو باتیں اجاگر کی گئیں وہ یہ کہ جتنے بھی نقصانات ہیں ان میں سی بی اے یونین ذمہ دار ہے اور سی بی اے ایک سیاسی پارٹی کی ہے اور جو لوگ اپاہج ہوئے ہیں، ان کو، جو ساڑھے چھ ہزار لوگ رکھے گئے تھے وہ اس سی بی اے یونین نے رکھوائے ہیں۔ اور ساڑھے چھ ہزار کی وجہ سے اس سٹیل مل میں نقصانات ہو رہے ہیں۔ اس میں فگر یہ کوٹ کی گئی تھی کہ تیس کروڑ روپے مہینے کا نقصان ہو رہا ہے۔ اب چونکہ فگرز کا حوالہ دیا گیا تھا۔ چونکہ سیاسی پارٹی کا حوالہ دیا گیا تھا۔ چونکہ سی بی اے یونین کا حوالہ دیا گیا تھا۔ تو کچھ فگرز ہم بھی دیتے ہیں اس سی بی اے یونین کا ٹینیوئر ۲۳ اپریل ۱۹۹۰ء کو شروع ہوا تھا۔ اس یونین نے ایک معاہدہ کیا مینجمنٹ کے ساتھ اور اس معاہدے کی شق نمبر ۱۲۳ (۲۰) میں یہ طے پایا۔ یہ معاہدہ ۲۳ اپریل ۱۹۹۰ء کو ہوا تھا۔ ایسے تمام کارکنان جو ڈیلی ویجز ریٹینرز شپ پر پاکستان سٹیل میں کام کر رہے ہوں ان کو ملازمت پر مستقل کیا جائے گا۔ یہ سی بی اے یونین ایک سیاسی پارٹی کی ہے۔ جو اپنے سے پہلے ڈیلی ویجز اور ریٹینرز کے بارے میں بات کرتی۔ یہ جب ڈیلی ویجز اور ریٹینرز کے بارے میں بات کرتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ جو الزام ہے سی بی اے پر کہ اپنے ٹینیوئر میں ساڑھے چھ یا چار ہزار آدمی رکھا دیئے تو یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا۔ یہ ریٹینرز اور ڈیلی ویجز اس یونین کے آنے سے پہلے بھی تھے۔ اور اس یونین کی جو سیاسی پارٹی ہے اس کا نام ہم لئے دیتے ہیں یہ ایم کیو ایم ہے۔ اس یونین سے پہلے کا جو دس سال کا ٹینیوئر ہے اس میں جماعت اسلامی کی یونین اور پیپلز پارٹی کی یونین تھی۔ انہوں نے ساڑھے تین ہزار ریٹینرز ڈیلی ویجز قائم کر رکھے تھے جو ۱۹۸۱ء سے کام کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ ہمارا ظرف تھا کہ ہم نے ان لوگوں کا، جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی کی یونین کے رکھائے ہوئے ریٹینرز کے لئے معاہدہ کیا کہ ان کو مستقل کیا جائے۔ یہ مطالبہ کیا۔ اس کے لئے یہ ہوا کہ اس کا معاہدے میں کیا طے پایا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: ہمارے ظرف سے آپ کا کیا مطلب ہے! یونین کا ظرف یا آپ کا ان کے ساتھ کوئی تعلق ہے؟

سید علی حیدر: سی بی اے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: سی بی اے سے آپ بات کریں لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ ہما راظرف۔

سید علی حیدر: اس دن ایک سیاسی پارٹی کہا تھا۔ ایک سیاسی پارٹی کے کارکن رکھے گئے۔ اس لئے لفظ ہم استعمال کر رہے ہیں۔ طے پایا کہ اس ضمن میں انتظامیہ پہلے ہی سے کام کر رہی ہے۔ یعنی انہیں مستقل کرنے کے بارے میں اب یہ جو دہشت گردی کا الزام لگایا ہے۔ یہ سب الزام اس لئے لگایا ہے اور یہ سٹیپ اس بات پر تھا کہ سارے نقصانات کا ذمہ دار یہی دو سال کا عرصہ ہے۔ ۱۹۷۹۔ ۱۹۸۰ء سے جتنا بھی پیریڈ ہے تمام پیریڈ میں نقصانات ہوتے رہے۔ ایسا نہیں ہے کہ انہی دو سالوں میں نقصان ہوئے دنیا میں جتنی بھی سٹیل ملیں چل رہی ہیں' اکثر نقصانات میں چل رہی ہیں۔ صرف ایک یا دو فائدے میں چلتی ہیں۔ اب پیپلز پارٹی کی یونین کا جو دور تھا۔ ۱۹۸۹۔ ۱۹۸۸ء والا اس میں ایک سو انہتر (۱۶۹) آفیسرز رکھے گئے۔ اور سات سو مستقل ورکرز رکھوائے گئے۔ ۱۷۰۰ ری انسٹیٹ کرائے کس نے! ایسے لوگ بھی ری انسٹیٹ ہوئے جو ہائی جیکنگ میں جیل کے اندر تھے' وہ رہا کئے گئے اور وہ جمہوریت کے مجاہد کی حیثیت سے ہائی جیکرز تک کو reinstate کرایا گیا۔ چار سال تک وہ سٹیل مل میں نہیں تھے اور چونکہ پچیّس پچیّس ہزار روپے کے میڈیکل بل کی بات ہوئی ہے تو ان کو اس چار سال کے عرصے میں' جب وہ terminated تھے اور سٹیل مل میں نہیں تھے۔ ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپے میڈیکل الاؤنس دیا گیا ان کے علاج معالجے کا۔ اور پچیّس ہزار کی بات ہوتی ہے۔ پچیّس ہزار' سوال یہ ہے کہ جو لیتے ہیں غلط کرتے ہیں معاہدہ ہے اس میں جو مینجمنٹ ہے وہ مینجمنٹ ذمہ دار ہے کہ پچیّس ہزار کیوں دیتی ہے۔ اور ویسے تو دانت نکلوانے کے لئے ڈائریکٹر جو ہیں وہ لندن جاتے ہیں۔ ایک دانت نکلوانے کے لئے ڈائریکٹر لندن جاتے ہیں۔ اور پچیّس ہزار پر اعتراض ہو رہا ہے۔ پچیّس ہزار کے تین چار کیس ہیں اور وہ کیمسنز بھی پیپلز پارٹی کے لوگ

ہیں۔ اب جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ یہ ATKINS اس کا نام آیا تھا کہ ATKINS نے کہا ہے کہ نو ہزار چھ سو۔ اور بیو رو کریٹ نے پی سی ون بنائی تھی' اس نے کہا تھا کہ پندرہ ہزار کی ریکوائرمنٹ ہے۔ یہ پندرہ ہزار ۱۹۷۸ء تک پندرہ ہزار سے کچھ کم تھے۔ تو یہ ۱۹۸۰ء کی پیپلز پارٹی کی حمایت یافتہ یونین تھی۔ ۱۹۸۰ء سے لے کر اس یونین کے tenure سے پہلے تک نو ہزار چار سو ستر افراد رکھے گئے۔ یہ پیپلز پارٹی اور جماعت اسلامی کی یونین نے نو ہزار چار سو ستر آدمی رکھے۔ اب یہ آدمی مستقل رکھے گئے۔ اس کی جو چیز ہے کہ ریٹینرز اور ڈیلی ویجز ۔ ۱۹۸۱ء سے کام کرنے والا ڈیلی ویجز تھا ریٹینرز کا آدمی بارہ سو روپے کما رہا ہے۔ بی اے پاس پندرہ سو ریٹینرز ڈیلی ویجز ۔ پوسٹ گریجویٹ' اٹھارہ سو روپے۔ اس سے تو شرم کرنی چاہئے کہ پاکستان میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ جہاں پر بانڈڈ لیبر کی طرف سے ریٹینرز اور ڈیلی ویجز کام کر رہے ہیں۔ اب اگر ایو ریج مان لیں تو یہ اٹھارہ سو تو گنتی کے ہیں۔ اگر ایو ریج مان لیں تو پندرہ سو روپے تو ساڑھے سات ہزار جو بتایا ہے یہ فگر غلط ہے۔ ساڑھے چھ ہزار نکالے گئے ہیں تو ساڑھے چھ ہزار کو اگر پندرہ سو سے ضرب دیں تو ایک کروڑ بارہ لاکھ بنتے ہیں۔ ایک مہینے میں۔ تو یہ جو تیس کروڑ کی فگر ہے۔ تو باقی ساڑھے اٹھائیس کروڑ کا کون ذمہ دار ہے۔ یہ ساڑھے اٹھائیس کروڑ کا نقصان کہاں سے آ رہا ہے۔ اگر پی سی ون کے حساب سے پندرہ ہزار کی فگر مان لی جائے تو اس پی سی ون میں پینتیس ادارے ایسے ہیں سٹیل مل کے اندر کہ جن کا ذکر نہیں تھا۔ اور اب وہ کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ کے نام ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ جو تیس ہزار افراد ہیں یہ کیوں ہوئے۔ ایجوکیشن کے لئے کیڈٹ کالج چل رہا ہے۔ تین انٹرمیڈیٹ کالجز۔ ہائی سکول چار۔ پرائمری سکول پندرہ۔ ہارٹی کلچر کے ڈیپارٹمنٹ۔ لائم سٹون ڈینا مائیٹ کی queries یہ سٹیل مل کے اس پی سی ون میں شامل نہیں تھا۔ ٹرانسپورٹ۔ ٹرانسپورٹ کے چار ہزار افراد۔ جنرل سروسز۔ اس طرح سے۔

(اذان مغرب)

The House was adjourned for Magrib Prayers.

The House then reassembled after Magrib Prayers.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اور میں request کروں گی کہ ممبر صاحبان آئیں کیونکہ ایک سپیشل ڈیلیگیشن آیا ہے اور وہ ایوان میں آئے گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جی۔ علی حیدر صاحب' آپ اپنی تقریر conclude کریں تاکہ اگلا سپیکر بھی بحث میں حصہ لے سکے۔

سید علی حیدر: محترمہ چیئرمین صاحبہ! تھوڑے سے پوائنٹ پر مجھے اور بولنا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جی۔ ٹائم کا خیال رکھیں کیونکہ سب کو ایک جیسا ٹائم ملنا چاہئے صرف ایک کو ہی زیادہ ٹائم نہیں ملنا چاہئے۔

سید علی حیدر: جی۔ بالکل۔ relevant بولوں گا' کوئی point repeat نہیں کروں گا۔

سید فصیح اقبال: میں عرض کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: کوئی ٹائم مقرر کریں ناں'

سید فصیح اقبال: میں عرض کرتا ہوں کہ ابھی جو Spanish delegation آ رہا ہے اس وقت اگر بشارت الٰہی صاحب بولیں تو انہیں پورا ٹائم چاہئے۔

(مداخلت)

ایک معزز رکن: پہلے یہ بول لیں اس کے بعد۔ ان کے آنے تک یہ بول لیں۔

سید علی حیدر: محترمہ! میں عرض کر رہا تھا losses کے متعلق' تو جو ہوتے ہیں یہ صرف تنخواہوں سے نہیں ہوتے ہیں بلکہ ان factors

کے اور بہت سارے Factors ہوتے ہیں۔ اس میں جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ جو پیداوار کی لاگت ہے' اس میں کافی چیزیں ملوث ہوتی ہیں جس میں raw material cost ہے لیبر کاسٹ ہے' sale cost ہے' financial cost ہے، utility cost ہے، administrative cost ہے۔ اس طرح کی بہت ساری چیزیں ہیں اب چیز یہ ہے کہ یا تو پیداوار کو بڑھا دیا جائے تو پیداوار کی لاگت ملے گی یا purchases جو ہیں ان کو سستے داموں خریدا جائے تو سٹیل ملز میں جو پوزیشن چلی آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ جو purchases ہیں وہ higher cost پر خریدی جاتی ہیں اور یہ کہ چونکہ payment چھ مہینے میں ہوتی ہے' آٹھ مہینے میں ہوتی ہے' ایک سال میں ہوتی ہے لہٰذا قیمتیں زیادہ کی جائیں تو ایک چیز جو لاگت ہے اس کے اوپر اس کاسٹ کا اثر پڑتا ہے دوسرا یہ کہ جو prices ہیں پی او ایل کی وہ کافی بڑھی ہیں اور اسٹیل ملز کی جو price ہیں' اس کی finish product کی' وہ مارکیٹ سے competitive نہیں ہے کیونکہ جب لوکل دوسرے steel smelters اور دوسرے re-rolling mills ہیں ان کی product سستی ہیں اور وہ product اس لئے سستی پڑتی ہیں کہ وہ iron سے اپنے product کو بناتے ہیں۔ یہ scap iron امپورٹ ہوتا ہے اس پر کسٹم ڈیوٹی اتنی کم ہے کہ اس کی جو کاسٹ ہے' وہ بہت کم پڑتی ہے تو finally ان کے جو finish product ہیں steel smelters کے re-rolling mills کے' ان کی کاسٹ اتنی competitive ہوتی ہے کہ وہ price کو کم رکھتے ہیں اور اسٹیل ملز کی جو پوزیشن ہے وہ یہ ہے کہ جو ان کی finish product کی inventory ہے وہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اس inventory کے کچھ فگرز ہم آپ کو دینا چاہتے ہیں کہ جون ۱۹۸۹ء میں جو مال وہاں اکٹھا تھا' ایک ارب اکہتر کروڑ روپے کا تھا جون ۱۹۹۰ء میں ایک ارب ستائیس کروڑ روپے کا تھا' جون ۱۹۹۱ء میں دو ارب گیارہ کروڑ روپے کا تھا اور دسمبر ۱۹۹۱ء میں دو ارب اکسٹھ کروڑ کا تھا۔ یہ مال بکنے میں دقت ہو رہی ہے وہ اس لئے کہ یہ price compete نہیں کر پاتے

ہیں تو ضرورت اس بات کی ہے اسٹیل ملز میں کہ اسٹیل ملز میں مال بکتا رہے۔ اور مال بکنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ prices competitive رہیں۔ یہ prices جو ہیں یہ نیچے نہیں آ سکتیں کیونکہ cost زیادہ ہے اس لئے جو جون ۱۹۹۰ء میں ایک ارب ۸۷ کروڑ روپے کا تھا۔ جون ۱۹۹۱ء میں دو ارب گیا رہ کروڑ روپے کا تھا اور دسمبر ۱۹۹۱ء میں دو ارب ۶۱ کروڑ روپے تھا یہ مال بکنے میں دقت ہو رہی ہے اس لئے کہ یہ compete price نہیں کر سکتے ہیں تو ضرورت اس بات کی ہے کہ سٹیل مل میں مال بکتا رہے اور مال بکنے میں یہ ہے کہ prices competive رہیں یہ prices جو ہیں وہ نیچے نہیں آ سکتیں کیونکہ cost زیادہ ہے۔ اس لئے serap import ہو رہا ہے اس کے اوپر کسٹم ڈیوٹی میں اضافہ کیا جائے تاکہ اس کا بھی مال نکلتا رہے۔۔۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: سید علی حیدر صاحب۔ ذرا conclude کریں' کافی وقت لے لیا ہے۔

سید علی حیدر: آخری بات جو ہم کہیں گے کہ یہاں جو سٹیل مل کی صورتحال ہے یہ ٹیکنیکل مسئلہ ہے جو پروفیشنل مسئلہ ہے۔ اس کا ٹیکنیکل حل چاہئے۔ پروفیشنل حل چاہئے یہاں پر political skill کی ضرورت نہیں یہاں پر political manoeuraring سے کوئی فائدہ نہیں ملے گا۔ یہاں پر political solution سے کوئی help نہیں ملے گی۔ یہاں پر سیاسی تصفیہ چاہئے اور جو وزیر اعظم نواز شریف صاحب لے سکتے ہیں اس سلسلے میں وہ خود اس میں مداخلت کریں اور اس کا حل نکالیں یہ جو retainers نکالے گئے ہیں یہ ایک سیاسی پارٹی کے رکھائے ہوئے لوگ تھے تو اس یونین کا ریفرنڈم اپریل میں ہونے والا ہے اور سندھ میں بلدیاتی انتخاب بھی اپریل میں ہونے والے ہیں۔ تو یہ M.Q.M. کے ذریعے سے رکھائے ہوئے افراد کو نکال کر M.Q.M. کو غیر مقبول کرانے کی ایک مشترکہ سازش ہے۔ جو پیپلز پارٹی جماعت اسلامی' دونوں نے مل کر ان چیئرمین صاحب کا ساتھ دیا تھا لیکن ان کو ہم کسی قیمت پر بھی ان retainers کو جو نکال دیئے گئے ہیں اس صورتحال کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں اور اس کی جدوجہد ہم کرتے رہیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

Dr. Bisharat Elahi: Thank you very much, Madam Chairman.

"In the name of Allah, the beneficient, the merciful"

I must confess to start with that I am not fully aware of the situation in the Steel Mills but what I have learnt from my learned friends over here and what has been appearing in the press over the last few months, it does appear to me that all is not well at the Steel Mills.

(At this Moment the Spain Delegation came in the House)

Madam Deputy Chairman: I on my behalf; and on behalf of the Senate, welcome the Senate Delegation from Spain headed by his Excellency, Mr. Joan Joz Laboda Martine, President of the Senate of Spain.

(Thumping of Desks)

Madam Deputy Chairman: Dr. Basharit Elahi Sahib.

Dr. Bisharat Elahi: Let me also welcome the delegation from Spain on behalf of my worthy Senators, over here and now, I will continue with the affairs of the Steel Mills of Pakistan.

Madam Deputy Chairman: I was just saying that it appears to me from what I have heard that all is not well at the Steel Mills but what more disconcerting is that whereas, it is the government in power, more or less the same as the government as the party which is supporting CBA, why has this rift started? I am at a loss to understand why has this dispute started in the first instance and when I said, all is not well with the Steel Mills what I gather, it appears to me that we have excess labourers over there whereas some of my friends have been saying that even if we have employed more people than they are required in the Steel Mills, they should be kept on the job because we are providing for the unemployment? Are we going to run this as a commercial organization or are we going to run: it as an organization to provide employment to people who do not have employment. This is a decision that the government has got to make and the Management and the Minister concerned should make. The other thing is there has

been a wastage we have had people at the Steel Mills who have been claiming excessive medical allowances. But this is an other thing which they should take care of an then there has been widespread misuse of transport. One of our learned Senators has just mentioned that the prices of the products which are being manufactured by the Steel Mills, are on the higher side because they pay more for the raw materials. Again I would emphasise that since it is a commercial organization, they have got to freight themselves with in the market. Their products should compete with the other products in the market. But finally it suffices to say that this is a matter, which I am sure, we can not discuss and finalize and offer a solution in the Senate here. It is a matter which should be thorourghly looked into and our approach seems to be more political rather than commercial. We have got to be stopped having a partisan attitude just because I happen to belong to a certain party, I should not tilt of my weight in favour of either the union or the administration. The relationship between the two is not satisfactory and it is here that the government has got to come in and find out a way to resolve this issue and sooner it is done the better it is I would mention here that some of our friends have really aligned themselves with the CBA friends in the Senate. I suppose and then in same breath, they have said that this is not a political issue. We have made it a political issue and the papers have been saying that the people were recruited in the Steel Mills during the period that the government had put a ban on employments. Well, if this is something that has been happening, it is something which is irregular and the people responsible for; it should be asked to explain the situation. Finally, without taking any side and without any having a partisan attitude our approach should be above party politics. Here is an institution which is of a national importance, it is an institution which our friends here described as the backbone of the country. Our efforts should be put it right and unless a probe is made or for that matter if you think fit we have a Senate Standing Committee which takes care of the Ministry of Production. If they could put in some homework and then make recommendations to the government as to what could be done perhaps this could be one way out of this deadlock. All that I want to say is things should be put right and we must rise above our political considerations to put this industry on to its stream.

Thank you very much, Madam Deputy Chairman.

Madam Deputy Chairman: Thank you, Dr. Bisharat Elahi Sahib.

Syed Abdullah Shah: Thank you, Madam Deputy Chairman, for allowing me to speak on the affairs of the Pakistan Steel Mills at Karachi.

As a matter of fact I must express my thanks to the movers of motion question in the House and after Prof. Khurshid Ahmed and Senator Iqbal Haider, had given the figures I thought the Government rather will be on the defence, but they are much thick skinned. We do have bad cases and as an advocate sometimes you have to argue for a bad case. But I have never seen such a worst case being argued by our learned Senators. When we talk about the Pakistan Steel Mills and it is good that this came from the government benches, we got this project from the late USSR which is no more there but they were rather hesitent to name the person who got it for Pakistan, and very reluctantly said that yes; it was the late Zulfiqar Ali Bhutto who brought this Steel Mills to Pakistan but then again they started criticising the man, it is their prorogative to criticise.

Madam Deputy Chairman: This Steel Mills was made for Pakistan and not for any one single linguistic group. When they say that there are people employed as retainers and they say that the Pakistan Peoples Party had also employed retainers I say, yes, but they were only 317 and by now in spite of that so-called ban by the government; they have got six thousand retainers and a learned Senator made a calculation that their salary is hardly Rs. 1500 a month per person. So, it works out to one crore rupees but that is not but that is not all. It is not only the salary that is being drawn by these jonces. Firstly, let me tell you that these retiners are not working on the premises of the Steel Mill so how can they add to the production of the Mill. They are sitting in Azizabad, they are the paid party workers of MQM, they are not the workers of the Steel Mill.

Akhunzada Behrawar Saeed: Question.

Syed Abdullah Shah: Yes, you can go on questioning; I don't, mind. Then in only one instance the Chairman of CBA was paid eighteen and fifty thousand lacs rupees for his treatment abroad. Can you ever imagine one individual being paid eighteen lacs and fifty thousand rupees for treatment. Then one mobile telephone, there are so many other telephones like that is costing thirty seven thousand rupees per month, this is also going in the account of the Steel Mill. Then there are not less than twenty nine vehicles forcibly taken away,

by these workers for their private use, for their party use. Now they have been criticising the present General who has taken over as Chairman of Steel Mill and they also went to this extent that he is trying to disturb the peace in Steel Mill and he is trying to distroy the Steel Mill and anyone who does, it is not a friend of Pakistan, he is not a patriot. May I ask them who has appointed the General? It is their government not our government. So if the General is doing something which they don't like, he is not perhaps obeying the orders of the Minister because the Minister-in-Charge, is from Karachi, then I think it will be more honourable for the honourable Minster to resign. If the Chairman has been appointed against his wishes, he is not obeying his orders, I fail to undertstand why he is sitting in the Cabinet. So they are playing hot and cold, they do things themselves. It is their government, it is their administration, it is their order that is working and still they go on all the time accusing Pakistan Peoples Party that they did that, yes we did, established Steel Mill for Pakistan. Now amongst these six thousand workers may I ask why all those six thousand people are from one linguistic community in Karachi and belonging to one particular movement? It is not a political party. There are people living in Karachi who are Baluchis, who are Sindhis, who are Pathans, who are Punjabis but even Urdu speaking people are only those who belong to their party, this is highly unjust, this is unfair and I assure you, Madam Deputy Chairman they cannot digest it. Now things are coming out whatever they have done. It is now going to the public eye and people are the ultimate deciders of the fate of the politicians. I will again appeal and make a request and suggest that these figures which are being quoted, they may be right, they may be wrong. You may kindly appoint a special committee of the Senate, you can look into the whole affair with the assistance of the management the Minister's concerned political parties involved and then they can come out with a solution because we have to save this national institution. It is the backbone of Pakistan's economy and we have to lookafter it. Thank you very much.

Madam Deputy Chairman: Thank you, Manzoor Ahmad Gichki Sahib.

جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں کہ مجھے نہایت اہم موضوع پر بولنے کی اجازت دی گئی ہے۔ خصوصاً میں پروفیسر خورشید صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے تحریک یہاں پیش کی ہے۔ جناب چیئرمین۔ کافی دنوں سے سٹیل مل کے بارے میں کہا جا رہا ہے اور وہاں پر ملازمتوں کے سلسلے خصوصاً اور CBA کے بارے میں جو متضاد اپوزیشن

چل رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا حق بھی اور فرض بھی ہے کہ اس ایوان کے توسط سے ہم اپنی گزارشات اور لوگوں کے احساسات ارباب حکومت کے سامنے رکھیں۔

جناب چیئرمین آپ کو یاد ہو گا کہ جب پیپلز پارٹی کے دور میں پلیسمنٹ بیور قائم کیا گیا اور جس کے تحت پیپلز پارٹی نے اپنے لوگوں یا ورکروں کو نوازنے کی کوشش کی اس کے خلاف ہم نے احتجاج کیا اور شائد آپ کو یہ بھی یاد ہے کہ جب پیپلز پارٹی کی حکومت ختم کی گئی تو اس میں سب سے بڑا ایلیگیشن یہی تھا کیونکہ وہ تمام تقرریاں آئین کے خلاف تھیں اور وہ جو Placement Bureau بنا تھا میں سمجھتا ہوں وہ بھی پبلک سروس کمیشن کے اس کو violate کیا گیا تھا اور پبلک سروس کمیشن کے تمام اختیارات placement bureau نے استعمال کئے جناب والا! موجودہ حکومت کو برسراقتدار آئے، تخت نشین ہوئے، تخت نشین کا لفظ اس کے لئے بہت مناسب ہے۔ تو ہم یہ سمجھے کہ شاید یہ کچھ بہتر طریقے سے حکومت چلائیں گے اور یہ جو allegation ان پر لگائے گئے تھے پیپلز پارٹی پر۔ کم از کم یہ وہ حربے استعمال نہیں کریں گے۔ لیکن جناب والا! ہم نے یہ دیکھا کہ بین کے دوران جب ملازمتوں پر بین لگایا گیا اور پیپلز placement bureau کے جتنے بھی ملازمین تھے ان کو نکالا گیا تو اس وقت شاید پیپلز پارٹی کا سٹینڈ بھی اور موجودہ حکومت کے ساتھ اس کے اختلافات بھی اس حد تک آگے بڑھے اس کی بنیادی وجہ انہیں نوکریوں سے نکالنا تھا۔ لیکن وہ نکالے گئے۔ اب بین کے دوران ہوا یہ کہ خصوصاً سٹیل مل میں اور کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن میں، اس میں ہم نے یہ دیکھا کہ بغیر بین ہٹائے اکثر لوگوں کو رکھا گیا اور اس سلسلے میں شاید سینٹ کی طرف سے کمیٹی بھی گئی تھی اگر آپ کو یاد ہو پروڈکشن کی۔ انہوں نے یہاں آکر اس کی نشاندہی کی۔ اور یہ کسی حد تک لوگوں کو بتایا گیا ایوان کو بتایا گیا کہ جی، وہاں پر یہ مسئلے ہوئے ہیں اور بین کے دوران لوگ رکھے گئے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایوان کے اس جانب سے ہمارے جو دوست اسے defend کر رہے ہیں کہ جی ساڑھے چھ ہزار آدمیوں کو کیوں رکھا گیا۔ صحیح رکھا گیا اور انہیں نہیں نکالنا چاہئے تو وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ سال ڈیڑھ سال پہلے وہ بھی یہی کہتے تھے اور جب انہیں نکالا گیا تو انہیں دوبارہ رکھنا چاہئے۔ اگر یہ ہے کہ لوگ بیروزگار ہو رہے ہیں اس لئے انہیں رکھا جائے تو ان پچیس چھبیس ہزار آدمیوں کو جو نکالا گیا تھا۔ انہوں نے بھی تو کوئی قصور نہیں کیا تھا۔ وہ بھی اس ملک کے لوگ تھے۔ اسی ملک کے

باشندے تھے۔ وہ بھی روزگار کی تلاش میں آئے تھے یہ ڈبل سٹینڈر ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ پھر اگر یہ غیر قانونی تھے۔ تو جو پہلے لوگ رکھے گئے ہیں اور جو مختلف صوبوں سے تھے ان کو نکالا گیا ہے اور ان کی جگہ پر ایک خاص تنظیم کے ممبروں کو اس میں ڈالا گیا اور اس میں بھرتی کیا گیا جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ کراچی کا حق ہے اس لئے کہ ایک تو کراچی خود سموپولیٹن شہر ہے کراچی کا حق اس لئے ہے کہ وہ انڈسٹری کراچی شہر میں ہے اور کراچی کے شہر کے یقیناً لوگ زیادہ ہوں گے لیکن یہ طریقہ کار غلط ہے مثبت نہیں ہے کہ آپ مختلف صوبوں کے لوگوں کو نکالیں ان کی جگہ پر اپنے کارکنوں کو وہاں پر بھرتی کریں میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبوں کے حقوق چھیننے کی بات ہے میں گزارش کروں گا کہ اس کے لئے سینٹ کی ایک قائمہ کمیٹی بنائی جائے وہ وہاں پر جائے اور وہاں پر اس کی تحقیقات کرے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب۔ عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے سٹیل مل کے بارے میں ہمیں اپنی معروضات پیش کرنے کا موقع دیا جناب والا! چیئرمین سٹیل مل کے بارے میں یہاں ہمارے معزز ممبران نے مختلف پہلوؤں سے بات کی مجموعی طور پر سٹیل مل میں جو اس وقت اہم مسئلہ درپیش ہے مزدوروں کی چھانٹی کا اس میں میں اصولی طور پر مزدوروں کا کسی جگہ سے بھی سروسز سے نکالنا میں اس سے متفق نہیں ہوں لیکن یہ بات افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ یہاں جس طرح حکومت کی پارٹی نے case پیش کیا وہ اس طرح کہ جیسے کہ یہ اپوزیشن والوں نے ان کو سروسز سے نکال دیا ہے جب کہ یہاں اس ہاؤس میں بار بار گورنمنٹ کی پارٹی نے اپنی یہ دلیل دی ہے کہ ہم اس لئے denationalization کر رہے ہیں یا privatization کر رہے ہیں کہ وہاں مختلف ایسی کارپوریشنز میں لوگ ضرورت سے زیادہ رکھے گئے ہیں یہ دلیل تو حکومتی پارٹی مسلسل دے رہی ہے اور یہی ایک دلیل ہے جو عام طور پر مزدوروں کو بیروزگار کرنے کا ایک ذریعہ بنایا گیا ہے کوئی بھی بے اصولی ہو تو وہ اس دلیل کی بنیاد پر وہ کرتے ہیں تو یہاں بنیادی طور پر جب وہاں مزدور ہیں یا دوسرے ملازمین وہاں کام کر رہے ہیں ان کو سروسز سے ڈسچارج کرنا کم از کم ہم اس سے متفق نہیں لیکن اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہاں سٹیل مل میں جو ایک اہم مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ وہاں ایک تنظیم یا کچھ لوگ خصوصی طور پر اس میں اجارہ داری قائم کر رہے ہیں اپنی سی بی

اے کی وجوہات پر یا حکومت میں ہونے کی وجہ سے وہ کوشش کر رہے ہیں کہ سٹیل مل میں اپنی اجارہ داری قائم کریں تو اس میں ہمارے جو لوگ ہیں پشتون ہیں بلوچ ہیں سندھی ہیں دوسرے لوگ ہیں ان کو جب آپ بے دخل کریں گے ان کو سروسز میں یا employment نہیں دیں گے یا جب وہ پہلے ہی ملازمت میں ہیں ان کو آپ نکالیں گے تو یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کیوں کہ سٹیل مل جو ہے وہ ایک ملکی پراپرٹی ہے تو اس حوالے سے چونکہ مسئلہ بڑا سنجیدہ ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں اور میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ کمیٹی واقعی تحقیقات کرے اگر سروسز سے لوگوں کو ایسے ہی بغیر کسی وجہ کے بیروزگار کیا جارہا ہے تاکہ وہ بھی محفوظ رہیں لیکن اس کے ساتھ دوسرے لوگ جو ہیں وہ بھی یعنی ایسے جیسے کہ یہاں عام طور پر کیا جارہا ہے اور پھر کل یہی مسئلہ پیدا ہو گا کہ جیسے یہ ان کی سٹیل مل ہے اس میں کوئی اور لوگ نہیں ہوں گے تو صحیح انکوائری ہو جائے اور پھر صحیح نظام آسکتا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب۔ جناب اسلام نبی صاحب۔ وزیر پیداوار جناب چیئرمین! جب نومبر ۱۹۹۰ء میں آئی جے آئی کی حکومت بنی۔

Syed Abdullah Shah: Point of order. The honourable Minister is reading the written speech, he can not do that. He has to make a speech, but he can not. وہ نہیں پڑھ سکتے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: وہ ریفرنس تو لے سکتے ہیں۔

Syed Abdullah Shah: No, he is reading.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: ذرا اپنی نظریں اٹھالیا کریں' اسلام نبی صاحب۔

جناب اسلام نبی: جناب والا! جب نومبر ۱۹۹۰ء میں آئی جے آئی کی حکومت بنی اور مجھے وزارت پیداوار کا.....

Syed Abdullah Shah: Again he is reading, he can not do that.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس میں فگر وغیرہ ہوں گے وہ بتانے ہوں گے۔

سید عبداللہ شاہ: وہ فگر وغیرہ کی بات نہیں کر رہا وہ پڑھ رہا ہے سیدھا سیدھا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اسلام نبی صاحب' تھوڑا اوپر ادھر ادھر بھی دیکھیں۔

جناب اسلام نبی: جناب والا! مجھے وزارت پیداوار کا قلمدان سونپا گیا تو اس

وقت سابق سینٹر اور قائمہ کمیٹی برائے پیداوار کے چیئرمین احمد میاں سومرو صاحب تھے ان کی سربراہی میں سٹیل مل کا معائنہ ہوا اور وہاں جانے کے بعد کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ وہاں حالات بہت بہتر ہیں آئی جے آئی کی حکومت آنے سے پہلے ۹۰۔ ۱۹۸۹ء میں سٹیل مل میں نقصان ۱۰۵ کروڑ روپے کا تھا اور آئی جے آئی حکومت آنے کے بعد ۹۱۔ ۱۹۹۰ء میں وہ نقصان گھٹ کر ۲۲ کروڑ پچاس لاکھ کا رہ گیا ہے یعنی اس میں جو فرق ہوا وہ بیاسی کروڑ پچاس لاکھ کا ہوا ایک سال میں نقصان ان اتنی کمی کا پاکستان میں کوئی ریکارڈ نہیں ملتا یعنی اتنی زیادہ امپروومنٹ کہیں نہیں ہوئی کہ نقصان میں بیاسی کروڑ پچاس لاکھ روپے کی کمی کی جائے اور اس کے لئے میں وہاں کے کاکنوں اور وہاں کی انتظامیہ کو میں زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کارکنوں میں ہر جگہ کے لوگ شامل ہیں اس میں پنجاب کے شامل ہیں صوبہ سرحد کے شامل ہیں صوبہ بلوچستان کے شامل ہیں سندھ کے شامل ہیں مہاجر شامل ہیں سب شامل ہیں یہ کامیابی مل جل کر اور جس یکجہتی کا مظاہرہ کیا گیا اس کی وجہ سے یہ کامیابی ہوئی یعنی ہم اس ادارے میں پوری کوشش یہ کر رہے ہیں کہ پیداواری صلاحیت کو بڑھائیں یہ سٹیل مل اس وقت گیارہ لاکھ ٹن کیپسٹی کا ہے لیکن اس کو اگر انٹرنیشنل سکیل سے دیکھا جائے تو سٹیل مل کے حساب سے گیارہ لاکھ ٹن کی سٹیل مل جو ہے وہ بہت ہی غیر منافع بخش ہوتی ہے سٹیل مل کی پیداوار اور اخراجات کو کم کرنے کے لئے اس کو ہم ۱۵ لاکھ ٹن پہلے مرحلے میں اور اس کے بعد اس کو دوسرے مرحلے میں ۲۰ لاکھ ٹن کرنے کا پروگرام رکھ رہے ہیں پوری کوشش یہی کی جارہی ہے کہ اس میں خرچہ فی ٹن کم ہو جائے اور اس قیمت میں یعنی خرچے میں کمی جب ہی آئے گی جب ہم اس کی پیداواری صلاحیت بڑھا سکیں گے اس سال کے پہلے ۶ مہینے میں سٹیل مل ۷۹ فیصد efficiency پر چل رہا ہے جو کہ کل وقتی ریکارڈ ہے یعنی اب تک کبھی بھی ۷۹ فیصد پر نہیں چلا۔جناب والا! فاضل ممبر نے اپنی تقریر میں بہت سی چیزوں کو توڑ موڑ کر پیش کیا۔۔۔۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین صاحب! پوائنٹ آف آرڈر، مجھے افسوس ہے کہ ہمارے اتنے سینئر لوگ بیٹھے ہیں اپوزیشن میں یہ بات کر رہے ہیں یہاں ہمارے آپس کے ممبروں نے پڑھ کر تقریر کی تھی اور چیئرمین صاحب نے اجازت دی تھی کہ اگر کوئی

ممبر تقریر کو پڑھ کر لائے ممبروں کو اجازت تھی مجھے پتہ ہے ممبر نہیں پڑھ سکتے اب وزیر صاحب کو پڑھنے کی اجازت نہیں دی جارہی آئندہ کوئی بھی ممبر لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ سکے گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: فصیح صاحب، ڈاکٹر نصیر الدین جو گیزئی صاحب نے ایک دفعہ پڑھا تھا میں نے ان کو بھی اجازت نہیں دی تھی اور کہا تھا کہ آپ ادھر ادھر دیکھ لیا کریں اور پھر پڑھ لیا کریں وہ الگ بات ہے لیکن آپ بالکل ریڈنگ نہیں کر سکتے۔

جناب اسلام نبی: ایک ممبر نے اعتراض کیا کہ جناب وہاں ڈاؤن سٹیم نہیں انڈسٹریز نہیں لگی ہیں سٹیل مل کا کام ڈاؤن اسٹیم انڈسٹریز لگانا نہیں ہے وہ کام دوسرے اداروں کا ہوتا ہے اسٹیل مل سے جو بھی معلوماتی انفارمیشن دینے کی ہے وہ دے دیتے ہیں زمین کا انتظام ہو جاتا ہے باقی صنعتی اداروں کا کام ہے کہ وہ downsteam industries لگائیں اب اس میں ۵۴ منصوبوں کی منظوری دے دی گئی ہے اور اس میں ۲۱ منصوبے لگ چکے ہیں اور دس ایڈوانس سٹیج پر لگنے کے ہیں سکرپ کے بارے میں کہا گیا کہ سو ٹن کے اوپر ایک ایک لاکھ روپے کا نقصان ہوا اس کے بارے میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر پیداوار یا وزارت پیداوار اس کی پرائس مقرر نہیں کرتیں سٹیل مل کا بورڈ جو ہے وہ پرائس مقرر کرتا ہے زیادہ تر کیسسز میں ممبر نیشنل اسمبلی یا سینٹ کے اراکین یا اس طرح کے نمائندوں کی recommendation کے اوپر کیا گیا ہے اور اس کا مکمل ریکارڈ maintain کیا گیا ہے جو ریکارڈ جب چاہیں چیک کیا جا سکتا ہے۔

حافظ حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ! انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم نے جو سکرپ دیا ہے وہ سینٹر اور ایم این اے کی سفارش پر دیا انہوں نے ایک مہم بات کی ہے میں سمجھتا ہوں واضع طور پر بتائیں کن کی سفارش پر دیا ہے۔ اس طرح آپ سب کو کیوں ملوث کر رہے ہیں۔

جناب اسلام نبی: وہ نام دے دیئے جائیں گے۔ مجھے بولنے کی اجازت دی جائے۔ جب فاضل ممبران تقریر کر رہے تھے اس وقت میری طرف سے کوئی interruption نہیں ہوا یہ قابل اعتراض بات ہے جب میں بول رہا ہوں تو مجھے بولنے کا موقع دیا جائے میں ریکارڈ کی درستی کے لئے کہہ رہا ہوں جتنا ہمارے ہاں سے سکرپ دیا گیا ہے تو اس کا ریکارڈ maintain کیا گیا ہے اگر کوئی بھی ادارہ چاہتا ہے یا سینٹ

چاہتی ہے تو وہ پیش کر دیا جائے گا اس میں طرح طرح کے الزامات کئے تھے ہمارے ہاں ہر چیز کا ریکارڈ موجود ہے ایک فاضل ممبر نے کہا کہ جب ۱۵ دسمبر ۱۹۹۱ء کو جب سٹینڈنگ کمیٹی کے اراکین وہاں گئے تو ریکارڈ کو توڑ موڑ کر یا غلط پیش کیا گیا اس کی میں تردید کرتا ہوں وہاں جب یہ اراکین گئے ہیں انہوں نے اپنے بالکل مکمل اطمینان کا اعلان کیا ہے وزٹر بک میں اور وہاں سب کے سامنے انہوں نے اس کی مکمل تائید کی ہے اور ورکرز کے سامنے بھی تعریفیں کی گئیں ہیں کسی قسم کی انہوں نے وہاں شکایت نہیں کی کچھ یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ برطانوی مشاورتی کمپنی ہے Atnik اس کی رپورٹ کو مسترد کر دیا گیا ہے یا اس کی باتیں نہیں مانی۔ اس میں ایسا ہے کہ Atnik نے جو رپورٹ دی تھی وہ expansion کے بارے میں تھی اس میں خود درج ہے کہ اس میں اگر کسی قسم کا reduction کرنا ہے تو اس کے لئے بغور مطالع کرنا ہو گا اور اس کی سٹڈی کرنی ہو گی وہ رپورٹ بغیر کسی سٹڈز کے بغیر کسی statistics کے بغیر کسی effort کے دفتر میں بیٹھ کر بنائی گئی تھی اس لئے وہ قابل عمل نہیں ہے اس لئے اس پر عمل نہیں کیا جا رہا ہے پاکستان اسٹیل میں الجھے ہوئے مسائل ہمیں ورثے میں ملے ہیں اور اس میں بہت صبر و تحمل کی ضرورت ہے۔ اور وقت کا تقاضا ہے کہ اس میں بہت زیادہ صبر کے ساتھ کر کے حالات کو بگڑنے سے روکا جائے موجودہ چیئرمین جو گئے ہیں وزرات پیداوار میں جو ۸ چیئرمین ہیں ان میں سے پاکستان سٹیل مل کا ایک چیئرمین بھی ہے ان کے اوپر وہی قاعدے قانون لاگو ہوتے ہیں جو دوسرے چیئرمین کے اوپر ہیں جس طرح سے وہ چیئرمین کی ہدایت کو پورا مانتے ہیں اس طرح سے پاکستان سٹیل کے چیئرمین کو بھی ماننا ہو گا اور اس پر عمل کرنا ہو گا پاکستان سٹیل کے چیئرمین نے تقریباً ۱۷۰۰ افراد کو وہاں برطرف کیا جس میں سترہ سو آدمی جو ان کی پسند کے تھے ان کو انہوں نے دوبارہ بھرتی کیا اس میں ۳۱ آدمی بالکل ایسے ہیں جو نئے ہیں جو پہلے وہاں کبھی کام نہیں کرتے تھے۔ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ بین ہے اگر بین تھا تو یہ موجودہ چیئرمین نے کس طرح سے ۱۷۰۰ افراد کو بھرتی کیا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ حالات کو سیاسی رنگ دے رہے ہیں جبکہ یہ سیاسی چیز نہیں ہے یہ ایک طرح کا economical commercial nature کا معاملہ ہے اور وہاں بہت زیادہ صبر و تحمل اور افہام و تفہیم سے کام لینا چاہئے اور میں اس وقت اراکین سینٹ سے یہی گزارش کروں گا اس وقت ان چیزوں پر پوری توجہ ہونی چاہئے کہ حالات نہ بگڑیں اور کسی قسم کا اشتعال نہ ہو اس میں میں سی بی اے کو مبارکباد دیتا ہوں اتنے

provocationاور حالات کو خراب کرنے کی کوشش کے باوجود انہوں نے ہڑتال نہیں کی اور انہوں نے ہر چیز سے گریز کیا جس سے حالات بگڑ سکتے ہیں وہاں پر بسوں کے روٹ تھے وہ کینسل کر دیئے گئے سی بی اے آفس سیل کئے گئے اور اس طرح کی بہت سی کارروائیاں کیں جن سے ان میں اشتعال ہو سکتا تھا لیکن میں ان کو خراج تحسین دیتا ہوں سٹیل مل کے ورکرز کو کہ اتنے غیر مناسب حالات کے باوجود انہوں نے صبر و تحمل سے کام کیا اور وہاں کسی قسم کی فضا خراب ہونے نہیں پائی اور میں اراکین سینٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں امید کرتا ہوں کہ آئندہ مجھے وہی تعاون ملے گا جو ممبران سٹینڈنگ کمیٹی کے ہیں اور ہم حالات پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے اور سٹیل مل کی پیداواری صلاحیت گیارہ لاکھ ٹن سے پندرہ لاکھ ٹن حاصل کرنا ہے اس سلسلے میں ہم جلد از جلد اپنا ہدف حاصل کر لیں گے اب رہ گیا مسئلہ منی پلانٹ کا منی پلانٹ کے لئے خوشاب کے پاس کانinvestigation ہو رہی ہے اور وہاں کے نتائج بہت حوصلہ افزا ہیں وہاں ہمیں تقریباً ۷۵ فیصد آئرن اور ملا ہے جو کہ minimum requirement ہے باقی جگہ پر بھی ہم کوشش کریں گے لیکن اس میں ہمیں ایک چیز دیکھنی ہوتی ہے کوالٹی اینڈ quantity اگر اس کی کوالٹی صحیح نہیں ہے اگر quantity بھی زیادہ ہے تو وہ مل جو ہے منافع بخش نہیں ہو گا کوالٹی اور quantity دونوں کا ہونا ضروری ہے خوشاب میں investigation مکمل ہونے کے بعد چاغی میں کالا باغ میں جہاں جہاں بھی سٹیل ہے اس کی investigation کی جائے گی تاکہ منی پلانٹ لگیں۔ ایک دفعہ ذکر کیا گیا کہ سٹیل مل اوور سٹاف ہے ہمارا کہنا یہ ہے کہ جب ہم اس کی پیداواری صلاحیت گیارہ لاکھ سے ۱۵ لاکھ ٹن کریں گے ۱۵ سے ۲۰ لاکھ ٹن کریں گے تو ہمیں تجربہ کار اور experienced آدمیوں کی ضرورت ہو گی اور وہ آدمی ہمارے پاس موجود ہیں تو سٹیل مل میں پیداوار بڑھانے کے بعد بھی کام آئیں گے اور منی پلانٹ جو لگیں گے ان میں بھی کام آئیں گے تو ہم سمجھتے ہیں کہ جو موجودہ ورکر ہیں وہ ایک طرح کا قومی سرمایہ ہیں یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ ان کا تعلق کراچی سے ہے آپ وہاں پر جائیں تو آپ کو پختون بھی ملیں گے پنجابی بھی ملیں گے بلوچ بھی ملیں گے سندھی بھی ملیں گے۔

wrong statement - - - - - - - - - Question's: سید عبداللہ شاہ

جناب اسلام نبی: ہر جگہ کے لوگ اور جب باقی جگہوں پر منی پلانٹ لگیں گے میں

کہہ رہا ہوں یہ ایک طرح کا ہمارا سرمایہ ہیں اور بہت کار آمد خدمات انجام دیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب منظور احمد پگھکی : پوائنٹ آف آرڈر، میں وزیر موصوف نے یہاں ایک بات کی جو میں سمجھتا ہوں بالکل غلط ہے اور ریکارڈ کی درستی کے لئے میں بتانا چاہتا ہوں ساڑھے چھ ہزار ورکر جن کے بارے میں یہ confusion ہے یہ problem پیدا ہوا ہے وہ مجھے یہ ثابت کر کے دیں کہ ساڑھے چھ ہزار میں سے صرف پانچ سو ورکرز باہر کے ہیں تو میں ماننے کو تیار ہوں لیکن پانچ سو ورکرز بھی ان کی پارٹی کے علاوہ باقی جگہوں سے نہیں ہیں ساڑھے چھ کے چھ وہیں کراچی کے ہیں اور وہ بھی ان کی پارٹی سے ہیں۔ وہ ثابت تو کر کے بتائیں۔

سید عبداللہ شاہ : جناب میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا جو Atkin Firm ہے جس کا انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے گھر میں بیٹھ کر رپورٹ بنائی تھی ان کو دو کروڑ پر اس گورنمنٹ نے appoint کیا تھا کس نے کیا تھا

"They appointed the Atkins; they appointed the Chairman. How can they deny it?

Madam Deputy Chairman: Thank you.

"The motion under rule 194 talked out. Call Attention Notices—Item No. 17, Mr. Gulzar Ahmed.

(Not present)

Madam Deputy Chairman: Next Item No. 18.

Sayed Iqbal Haider: Thank you very much, Madam Deputy Chairman. Before I submit the call attention notice, may I just humbly make a request;

"that this House has debated on a very important issue of Steel Mills and most of the Senators are unanimous that the present prevailing conditions whether they are from the treasury or the opposition....

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اب تو جی وہ discuss ہو چکا ہے۔

Sayed Iqbal Haider: No, no. My humble submission is only one word; that a committee may be constituted or the Standing Committee on Production should be directed by this House as a form of substantive motion to immediately investigate the affairs of the Steel Mills. That is all I suggest.

Madam Deputy Chairman: Sayed Iqbal Haider on call attention notice. Please. Item No. 18.

Sayed Iqbal Haider: I beg to draw attention of the Minister-in-Charge, Cabinet Division, to a matter of sufficient public importance and it is a matter of grave concern that the CDA authorities have resorted to indiscriminate cutting of a large number of trees in various sectors of the Federally Administered Areas.

Madam Deputy Chairman: May I humbly submit that the cutting of such a large number of trees which amounts to deforestation in the Capital is adversely affecting the environment.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : منسٹر کون انچارج ہے۔ یہاں پر ہیں اس کو کون ڈیل کر رہے ہیں۔

سید اقبال حیدر : سی ڈی اے کو کوئی own نہیں کر رہا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : کونسے منسٹر اس کو ڈیل کریں گے۔ آپ بلوالیں۔ آپ اپنی سٹیٹ منٹ۔

سید اقبال حیدر : میں اپنی سٹیٹ منٹ جاری کرتا ہوں اور اس کے بارے میں میں آپ کو انتظار کرنے کی زحمت سے بچاؤں گا

(Interruption)

Sayed Iqbal Haider: The cutting of such a large number of trees which amounts to deforestation in the Capital is adversely affecting the environment and ecology of the land and gives rise to the health problem and harming the sceneric beauty of the Capital. It is also resulting in colossal lodd of million of rupees, invested on plantation. The denuding of the soil will harm its fertility and give rise to problems of conservation and would require further a huge investment of million of rupees on re-plantation and preservation of the soil.

Madam Deputy Chairman: As you must have also noted that in almost all the Sectors of Islamabad, a movement has been launched by the CDA to remove most of the trees and I assure you that when this movement will be culminated you will hardly see any tree in Islamabad. It is a open brutality against the law of nature and you are trying to destory the whole looks of the Capital that is the only pleasant thing we have in Islamabad. There is nothing else except the scenic beauty otherwise it is a city of diplomats and bureaucrats and we politicans

come and go. Madam Deputy Chairman, it was the duty and primary duty of the CDA to preserve the beauty of Islamabad and not to destory. Government is on the one hand, Madam Deputy Chairman, is making tall claims of plantation movement that the plantation compaign to be started and at various spots around Islamabad you will see the direction 'plant side', on one hand, government say that they are promoting plantation on the other hand the same government is removing all the trees which are already planted. Now what is this absurd thing? This is only to meant further million of rupees when they could not find any other venue of minting money they have resorted to one, start cutting the trees so that you can earn more and more money on selling the wood on the other hand, we will replant the trees and then we will again get millions and millions more. This is most callous attitude towards the city Madam Deputy Chairman, it must be taken seriously. This exercise must be stopped immediately or the excuse is I know what the honourable Minister will say I will repeat it for your convenience that it is a disease which has spread all over Islamabad which is harming, which is causing problem of asthma and which is injurious to health of the citizens of Islamabad. I have only one question that Mr. Minister, if you try to give this sort of an absurd excuse for this deforestation in Islamabad then I may warn you that you are responsible for.

Hafiz Hussain Ahmad: Point of order.

Madam Deputy Chairman: Hafiz Hussain Ahmad, on a point of order.

محترمہ! میں مداخلت کے لئے معذرت خواہ ہوں لیکن محترمہ اگر آپ رول ۵۹ پڑھیں گی تو اس کی ذیلی شق ۵ ہے کہ سینٹ میں کوئی رسمی تحریک پیش نہیں کی جائے گی اور نہ ہی نوٹس پر بحث اور رائے شماری ہوگی۔ نوٹس دینے والے رکن مختصر بیان دے گا اور متعلقہ زیر بحث موضوع پر بیان دے گا۔

سید اقبال حیدر: بالکل یہی بات ہے۔

حافظ حسین احمد: لیکن یہاں کوئی وزیر ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

سید اقبال حیدر: میں تو جناب۔ انتہائی اختصار سے بات کر رہا ہوں۔

حافظ حسین احمد: میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ ویسے ہی بول رہے ہیں کیونکہ جب تک کوئی وزیر ذمہ داری قبول نہیں کرے گا رولز کے مطابق، تو آپ کی تقریر کا کیا فائدہ۔

ایک معزز رکن جناب جام صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

حافظ حسین احمد : جناب مسئلہ کھمبوں کا نہیں ہے بلکہ درختوں کا ہے۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر : انور سیف اللہ صاحب کو ہی بلوالیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی' ان کو بلوایا ہے۔

حافظ حسین احمد : ٹھیک ہے! جب وہ آئیں تو ان کے سامنے بات کریں۔

سید فصیح اقبال : جناب والا۔۔۔۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : فصیح اقبال صاحب' ایک رکن پہلے ہی بول رہے ہیں۔

حافظ حسین احمد : میں محترمہ! رولز کے مطابق آپ کی توجہ مبذول کرا رہا ہوں کہ اگر کوئی وزیر جواب دینے والا موجود نہیں ہے اور یہ بول رہے ہیں اس صورت میں وزیر آ کر کیا جواب دے گا۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہاں گورنمنٹ پارٹی بیٹھی ہوئی ہے کیا کوئی جواب دینے کے لئے پوائنٹ نوٹ کر رہا ہے۔

(مداخلت)

حافظ حسین احمد : جام صاحب کہہ رہے ہیں کہ کھمبوں کی بات نہیں ہے بلکہ درختوں کی بات ہے۔

سید فصیح اقبال : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : فصیح صاحب'

سید فصیح اقبال : ہمارے محترم حافظ صاحب نے جو کچھ کہا میں ان کی تائید کرتا ہوں کہ کال اٹینشن نوٹس کے لئے کچھ وقت مقرر ہوتا ہے اور میرا ایک ریزولیوشن ایجنڈے پر ہے جو کہ کوئٹہ سے حج پروازوں سے متعلق ہے۔ وہ بحث کے لئے بہت ضروری ہے۔ اب جس مسئلہ پر بات ہو رہی ہے اس طریقے سے بات لمبی ہو جائے گی اور ہاؤس ملتوی ہو جائے گا اس طرح سے میرے نوٹس پر بات نہیں ہو سکے گی۔ لہٰذا میرے ریزولیوشن کو پہلے لے لیجئے جہاں تک اقبال صاحب کے نکتہ نظر کا تعلق ہے وہ انہوں نے بیان کر دیا ہے اب وزیر صاحب آئیں گے تو پھر اس کا جواب دیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ابھی آپ ان کو اپنی بات پوری کرنے دیں۔

سید فصیح اقبال : میڈم چیئرمین صاحبہ ' انہوں نے پورے بیس منٹ تقریر کر لی ہے اور بھی آپ کہہ رہی ہیں کہ انہوں نے اپنی تقریر مکمل نہیں کی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جب تک وزیر صاحب نہیں آتے ہیں ' اس وقت تک آپ تشریف رکھیں۔

سید فصیح اقبال : اس طرح یہ تو تقریر کرتے چلے جائیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ تشریف رکھیں ' جو بھی اٹھتا ہے وہ بولنا شروع کر دیتا ہے۔

سید فصیح اقبال : مجھے اپنی بات شروع کرنے دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : پہلے ان کو اپنی بات ختم کرنے دیں۔

سید اقبال حیدر : شکریہ۔ میڈم ڈپٹی چیئرمین صاحبہ۔

مولانا سمیع الحق : کسی اور کو وزیر بنالیں۔ ایک وزیر اور بنانے سے کیا فرق پڑے گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ایک منٹ ' آپ تشریف رکھیں۔ اقبال حیدر صاحب۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اقبال حیدر صاحب ' کیا وزیر صاحب کے آنے تک آپ اپنی تقریر ڈیفر کر سکتے ہیں۔

سید اقبال حیدر : ٹھیک ہے لیکن وہ آج آجائیں۔ سیف اللہ صاحب ' انوائرمنٹ کے وہ آجائیں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ اپنی تقریر ختم کر لیں۔

ایک معزز رکن : محترمہ! وزیر جواب کیسے دے گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : تو پھر ایسے ہے کہ وزیر صاحب کی آمد تک اقبال صاحب آپ اسے ڈیفر کر دیں۔

(مداخلت)

جناب شہزاد گل : چاہئے تو یہ تھا کہ آج وزیر صاحب یہاں آتے اور اس کا جواب دیتے۔

جام محمد یوسف : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جام صاحب پوائنٹ آف آرڈر، باقی اراکین تشریف رکھیں۔

حافظ حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ تشریف رکیں، پہلے وزیر صاحب بات کرلیں اور اس کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں۔

جام محمد یوسف : جو متعلقہ ممبر ہیں ان کو بھی relevant بات کرنی چاہئے تاکہ پتہ چل سکے کہ یہ مسئلہ انوائرمنٹ کا ہے یا فارسٹ کا مسئلہ ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب۔ یہ تو آپ کو پتہ ہو گا۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر : سی ڈی اے اور انوائرنمنٹ کا مسئلہ ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : منظور صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب چیئرمین، میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب کوئی ممبر رولنگ چاہے گا، تو اس مسئلہ پر جب تک رولنگ نہیں مل سکے گی اس وقت ہاؤس کی کارروائی آگے پروسیڈ نہیں ہو سکے گی۔ اس لئے آپ رولنگ دیں کہ جب متعلقہ وزیر موجود نہیں ہیں تو اس وجہ سے اقبال حیدر صاحب کے ریزولیوشن پر کارروائی ہی نہیں ہو سکتی۔ لیکن وہ پھر بھی اپنی سٹیٹ منٹ دے رہے ہیں۔ اس لئے آپ کوئی پہلے اس کا فیصلہ کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وزیر پارلیمانی امور کہہ رہے تھے کہ انوائرمنٹ کے وزیر رسپانسبل ہیں اور وہ آرہے ہیں۔

(مداخلت)

اور وہ ابھی تک نہیں آئے ہیں۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر : ایسے ہے کہ میں پھر انتظار کئے لیتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ویسے بھی اس وقت ستر وزیر ہیں اور اکہترویں وزیر کا آپ

طواف لے لیں اور انہیں یہاں بٹھا دیں۔ جو دوسرے ہیں وہ بے چارے تو آتے ہی نہیں پھر کیا کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : پھر اقبال حیدر صاحب' آپ ایسے کریں کہ اس کو ڈیفر کریں وزیر صاحب کے آنے تک۔

سید اقبال حیدر : جی ہاں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : کیونکہ ان کے آنے تک کارروائی نہیں ہو سکتی ہے۔

سید اقبال حیدر : اور اس دوران میں میرا ایک دوسرا موشن ہے وہ میں پڑھے دیتا ہوں۔ اس کا نمبر بارہ ہے' میں آپ کی اجازت سے اسے پڑھے دیتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ بیٹھ جائیں۔ یہ اب میرا کام ہے۔

میر عبدالجبار : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میر صاحب' پوائنٹ آف آرڈر۔

میر عبدالجبار : میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح اقبال صاحب کہہ رہے ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ اس پر رولنگ دے دیجئے اور اسے کل تک کے لئے ڈیفر کر دیجئے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی' وہ میں نے کر دیا ہے۔ کل پر نہیں بلکہ منسٹر کے آنے تک ڈیفر کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان : میں مختصراً عرض کروں گا کہ یہ تو اچھا ہے کہ وزیر صاحب نہیں ہیں اور آپ نے اس مسئلہ کو ڈیفر کر دیا ہے لیکن اس کے ساتھ آپ ایک سٹے آرڈر بھی جاری کریں کہ اس وقت تک مزید درخت نہیں کاٹے جائیں گے۔

معزز اراکین : (ڈیسک بجائے گئے)

سید اقبال حیدر : یہ بات بالکل صحیح ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آئٹم نمبر ۷۔

سید فصیح اقبال : چیئرمین صاحبہ' میں اپنا ریزولیوشن موو کرتا ہوں۔

سید فصیح اقبال : میرے موضوع سے متعلقہ وزیر بھی ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتے ہیں لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جب اس کے متعلقہ وزیر بھی نہیں ہیں تو اس کو بھی پھر pending رکھتے ہیں یہ آپ کا کال اٹینشن نوٹس ہے۔

سید فصیح اقبال : میرا کال اٹینشن نوٹس نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک مسئلہ ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : لیکن ذمہ دار وزیر نہیں ہے۔

سید فصیح اقبال : دیکھیں نا' یہ وزیر صاحب بیٹھے ہیں۔ دیکھیں نا' انہوں نے اپنے مسئلہ پر آدھا گھنٹہ بات کر لی تھی اور یہ مسئلہ تو ایک قومی مسئلہ ہے۔ حج فلائٹس کا مسئلہ ہے۔ آپ اس مسئلہ کی نزاکت کو دیکھئے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اب جب وزیر انچارج نہیں ہیں تو پھر کیا آپ کی تقریر کا کیا فائدہ۔

سید فصیح اقبال : دیکھیں نا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ بھی اس کو ڈیفر کریں کیونکہ یہاں پر اس کا کوئی پازیٹو رسپانس نہیں ملے گا۔

سید فصیح اقبال : یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ یہ کوئی کال اٹینشن نوٹس نہیں ہے بلکہ کوئٹہ سے ڈائریکٹ حج پروازیں شروع کرنے کا معاملہ ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ میری بات تو سنیں۔

سید فصیح اقبال : میڈم چیئرمین صاحبہ! ہمارے بڑے مسئلے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : دیکھیں بات سنیں' اپنے لئے آپ کا رول اور ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے اور ہوتا ہے۔

سید فصیح اقبال : سید اقبال حیدر نے تو سب کچھ کہہ دیا تھا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جب یہاں وزیر ہی نہیں ہے تو اس کی ذمہ داری کون لے گا۔

سید فصیح اقبال : یہاں تین چار وزیر بیٹھے ہوئے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وہ ذمہ داری نہیں لے رہے ہیں۔

سید فصیح اقبال : ذمہ داری لے رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میرا مقصد یہ ہے کہ کوئی ذمہ داری لے گا تو اس صورت میں ہی آپ کے مسئلہ کی اہمیت بڑھے گی۔ آپ نے موو تو کر دیا ہے۔ اب وزیر صاحب کی غیر موجودگی میں بولنے کا آپ کو کیا فائدہ ہے۔ آپ کو کوئی جواب دے نہیں رہا ہے۔

مولانا سمیع الحق : میں نے کہا ہے کہ یہاں سے ایک آدمی کو وزیر اور لے لیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔ میں ویکنٹڈ کر دوں۔

(مداخلت)

سید فصیح اقبال : میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے ارشادات اپنی جگہ اہم ہیں لیکن آپ کو پتہ ہے کہ ایک ہفتہ سے اس ریزولیوشن کا نوٹس ان کو جا چکا ہے لیکن وہ نہیں آئے۔ لہٰذا اس پر کوئی سخت رولنگ دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : دیکھئے جی، مجھے اس صورت حال سے بڑا افسوس ہوا ہے۔

سید فصیح اقبال : آپ رولنگ دیں جیسے بھی ہو اس لئے کہ یہ Resolution ایک ہفتے سے۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : فصیح صاحب افسوس ہے آپ تشریف رکھیں۔

سید فصیح اقبال : یہ آ گئے چوہدری امیر حسین صاحب۔۔۔ بہت اچھے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب چوہدری امیر حسین صاحب! بڑے افسوس کی بات ہے آج جتنے بھی بڑے important نوٹس اور دوسرے بڑے call attention notice issue پہلے آئے ہیں یہاں پر concerned منسٹر کوئی موجود نہیں ہوتا۔ اس کے لئے میں آپ سے یہ کہوں گی کہ یہ یا تو آپ وزیر اعظم تک یہ بات پہنچائیں یا آپ یہ responsibility خود لے لیں کہ یہاں سینٹ میں یہ روز مسئلہ ہو رہا ہے۔ جی، منظور گچکی صاحب۔ آن پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب منظور احمد گچکی : جی ہاں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس وقت جو موشنز، ریزولوشنز، اور کال اٹینشن ہیں ان میں سے جو بھی ہیں وہ منسٹرز موجود نہیں ہیں۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ تشریف رکھیں آپ نے سنا نہیں میں نے کیا کہا ہے انہوں نے responsibility لی ہو گی ناں۔۔۔ جی جناب چوہدری امیر حسین صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر جی۔

چوہدری امیر حسین : میں جناب والا گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج جتنا بھی بزنس ہاؤس میں ہوتا ہے وہ سی ڈی اے سے متعلق ہے call attention نوٹس ہے جو بھی۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : نہیں جی نیچرل ریسورسز' انوائرمنٹ سے متعلق اور کوئی چیزیں آئی ہیں لیکن آج یہاں منسٹر صاحبان کا موجود نہ ہونا بہت افسوس کی بات ہے۔

چوہدری امیر حسین : وہ درخواست دے کر گئے تھے۔ نیچرل ریسورسز کو ڈیفر کرنے کے لئے۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ پھر گورنمنٹ کی ذمہ داری تھی کہ وہ کسی کو دے دیتی کہ اس کو کریں جی۔

چوہدری امیر حسین : اگر application نہ دے کر جائیں تو تب بہرحال وہ آپ کے آفس میں دے کر گئے وہ آپ کو put-up نہیں ہوئی۔

بہرحال۔۔۔۔۔

call attention نوٹس جتنے بھی ہیں اور اب جتنا بھی یہاں بزنس ہے میں سب کے لئے تیار ہوں ان کا جواب دینے کے لئے' کیونکہ نیشنل اسمبلی میں لاء منسٹر صاحب کے بہنوئی فوت ہو گئے تھے اور وہ آپ سے بھی اجازت لے کر گئے تھے۔ اور وہاں بھی ایک بل for consideration move ہوتا تھا میں وہاں موجود تھا میں وہاں move کر کے اب یہاں آ گیا ہوں بہرحال میں تیار ہوں گورنمنٹ کی طرف سے جو بھی ہاؤس بزنس کرنا چاہے

I am ready to answer it

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب سید اقبال حیدر صاحب نمبر ۱۸۔

Sayed Iqbal Haider: The call attention notice that I have moved is; regarding indiscriminate cutting of the trees in all sectors of Islamabad which is giving rise to all the serious problem and I am sure that your reply will be in support.

چوہدری امیر حسین : اس میں جس خدشے کا اظہار کیا گیا ہے وہ مبنی بر حقیقت نہیں ہے بلکہ۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : حقیقت پر مبنی نہیں ہے آپ نے الٹ کہہ دیا ہے۔

چوہدری امیر حسین : مبنی بر حقیقت یا حقیقت پر مبنی ' دونوں طرح سے کہا جاسکتا ہے ہاں بہر حال یہ جو گرائمر کی غلطی ہے یہ معاف ہوتی ہے۔۔۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : معاف کر دیا۔ جی ' آپ کو۔

چوہدری امیر حسین : بہر حال میں نے جو کہا ہے وہ درست ہے میں ابھی اس پر اصرار کرتا ہوں۔ بہر حال یہ جو ولائتی شہتوت جن کو کہتے ہیں یا جنگلی شہتوت جن کو کہا جاتا ہے صرف یہ درخت کاٹے جا رہے ہیں باقی کوئی درخت نہیں کاٹا جا رہا اور جو درخت باقی کاٹا جاتا ہے صرف دو تین چار grounds کی بنا پر کاٹا جاتا ہے کہ اگر کسی کی پرائیویٹ پراپرٹی کو damage کر رہا ہو یا کوئی رکاوٹ ہو ' فاضل ممبر کا یہ خدشہ کہ یہ درخت بڑے frequently کاٹے جا رہے ہیں یہ *prima facie* انہوں نے *bonafide* یہ سمجھا ہو گا کہ پتہ نہیں کہ یہ کیا بات ہو گئی ہے کہ پورے C.D.A. کے ایک phase سے درخت کاٹے جا رہے ہیں جناب چیئرمین! اصل میں اس کا معاملہ اس طرح ہے کہ یہ جو درخت ہیں صرف ایک قسم کے ہیں paper mulberry trees ولائتی یا جنگلی شہتوت کے درخت صرف وہ کاٹے جا رہے ہیں with full responsibility- میں یہ statement دے رہا ہوں۔ ایک وجہ یہ ہے اس سے خاص قسم الرجی ان سے cause ہوتی تھی جس سے کہ دمہ کی بیماری اور نزلہ ' زکام sneezing شروع ہو جاتی تھی اور اس کا باقاعدہ جائزہ لیا گیا مختلف اخبارات میں اس کے آرٹیکل لکھے گئے اور پھر experts ہیں جو ان سے مشورہ لیا گیا اور لیبارٹری سے بھی consult کیا گیا کہ یہ جو الرجی ہے کن وجوہات کی بنا پر ہے تو یہ unanimously یہ فیصلہ انہوں نے دیا کہ ان درخت ' کی وجہ سے یہ سارا کچھ ہو رہا ہے اور باقاعدہ ایک طرف experts بٹھا کر اور ایک طرف پریس مین بٹھا کر انکی آپس میں بات چیت بھی کروائی گئی اور مختلف اخبارات میں اس بات کو سراہا گیا ایک تو یہ وجہ ہے جس بنا پر یہ درخت کاٹے جانے ہیں۔ اور وہ بھی سارے اسلام آباد سے نہیں بلکہ phase-wise کاٹے جا رہے ہیں پہلے فیصل ایونیو سے ' پھر 6th اور 7th ایونیو سے یہ درخت کاٹے جائیں گے۔ چونکہ یہ انسانی صحت کے لئے مضر درخت ہیں اس لئے ان کو کاٹا جا رہا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ درخت ہیں ان کا پھیلاؤ بڑا ہوتا ہے ان کا گروہ بڑا ہوتا ہے تو دوسرے جو درخت ہوتے ہیں ان کو یہ نقصان پہنچاتے ہیں ان کی نشوونما میں یہ رکاوٹ پیدا کرتے ہیں ہیں اس لئے یہ درخت کاٹے جا رہے ہیں۔ اور ان کی جگہ نئے درخت بھی لگائے جا رہے ہیں۔ اس لئے میں یہ گزارش

کروں گا کہ بادی النظر میں اگر دیکھیں تو یہی نظر آتا ہے کہ پتہ نہیں کہ یکدم فیصل ایونیو سے اتنے درخت کیوں کاٹے جارہے ہیں یہ یعنی فائدہ کے لئے کاٹے جارہے ہیں صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے کاٹے جارہے ہیں اور اس الرجی کو experts کی opinion کی بناپر کہ اس وجہ سے الرجی cause ہوتی ہے اس بناپر یہ کاٹے جارہے ہیں اس میں کوئی بدنیتی شامل نہیں ہے اور نہ ہی اس سے نقصان پہنچانا مقصود ہے۔ اس معاملے میں میری یہ گزارشات ہیں۔

سید اقبال حیدر : محترمہ ! میں یہ گزارش کروں گا کہ اسکے بارے میں کیا سی ڈی اے کوئی اقدام لے رہی ہے کہ وہ کون بے وقوف تھے جنہوں نے ۹۰ فیصد۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : نہیں انہوں نے سٹیٹ منٹ دے دی ہے اور آپ نہیں دے سکتے۔۔۔

سید اقبال حیدر محترمہ ! یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے محترم وزیر صاحب !۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : مزید آپ ایڈجرنمنٹ موشن دے کر پوچھ لیں۔

سید اقبال حیدر: نہیں محترمہ ! ایڈجرنمنٹ موشن کی باری شاید اس سیشن میں نہ آئے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ ۹۰٪ پورے اسلام آباد میں یہ درخت کیوں لگائے گئے وہ کس شخص نے لگائے تھے اور اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟ دوسرا آپ نے پورا اسلام آباد ننگا کر دیا ہے احتیاطی تدابیر لیں۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : تشریف رکھیں جی وزیر صاحب نے سٹیٹ منٹ دے دی ہے۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر: سونہیں جی پورا اسلام آباد انہوں نے ننگا کر دیا ہے خزانہ انہوں نے خالی کر دیا ہے اور بولنے کی اجازت بھی نہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اقبال حیدر صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ تقریر شروع کر دیتے ہیں۔ تشریف رکھیں جناب میر عبدالجبار صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر جی۔

میر عبدالجبار : محترم وزیر موصوف نے نہایت وضاحت سے یہ فرمادیا کہ یہ جنگلی شہتوت ہے۔ یا دیسی شہتوت ہے صرف وہی کاٹے جارہے ہیں۔ اگر وہ واقعی کاٹے جارہے ہیں تو پھر۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : منسٹر صاحب کی سٹیٹ منٹ کے بعد اب ضرورت نہیں ہے۔ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

Madam Deputy Chairman: The House is adjourned to meet again on Tuesday, the 3rd March, 1992 at 10.00 A.M.

[The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Tuesday, March 3, 1992].

PCPPI—488(96) Senate—12-8-97—180.